رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

جلد ۱ | مورخہ ۲ جولائی سنہ ۱۹۱۳ء مطابق ۲۶ رجب المرجب سنہ ۱۳۳۱ھ بروز بدھ | نمبر ۳

مدینۃ المسیح

*

ایوان خلافت

۲۴ جون کو حضرت خلیفۃ المسیح کی طبیعت ناساز تھی بخار ایسا تیز کہ ایک سو چار درجہ تک پہنچ گیا۔ اور پسلی میں درد۔ اللہ تعالےٰ نے بہت فضل کیا کہ رات تک آرام آگیا۔ ضعف پیری کے علاوہ بیماری کا ضعف مگر قرآن مجید کی محبت اور ہماری بہبودی کی حرص کا بے نظیر نظارہ دیکھئے کہ دوسرے روز عصر کے وقت آپ چلکر مسجد اقصیٰ میں پہنچے اور کھڑے ہو کر درس دیا۔ ۲۶ جون کو پھر بخار ہو گیا۔ مگر اس فنا فی اللہ بزرگ نے درس میں ناغہ نہیں ہونے دیا۔ متعنا اللہ بطول حیاتہ ٭

۲۔ سورۂ نور کے بہت سے احکام کا عملدرآمد مسلمانوں سے چھوٹ گیا ہے۔ ازاں جملہ ایک یہ بھی ہے کہ گھر علیحدہ علیحدہ ہوں۔ اگر مسلمان اس پر عمل کرتے تو ان کے گھر بہشت کا نمونہ ہوتے۔ حضور نے عزیز عبدالحی کے نکاح کے بعد اس کا مکان بنوانا شروع کیا ہے۔ جو حافظ محمد اسحٰق صاحب مسلم انجینئرنگ سکول کی زیر نگرانی بڑی سرعت سے تیار ہو رہا ہے۔

ایک مکان کی چھت کو ٹیک لگانے سے پہلے ہی دیوار گر پڑی۔ جس کے دامن میں مولوی محمد سرور شاہ صاحب ایک دوست کے ساتھ باتیں کرتے بال بال بچ گئے۔ ایک مزدور چھت کے نیچے آگیا مگر خدا کے فضل سے وہ بھی سلامت نکال لیا گیا ٭

اہل بیت

حضرت صاحبزادہ صاحب ۲۷ جون کو لاہور تشریف لے گئے۔ لاہور میں جمعہ آپنے پڑھایا۔ اور ۲۸ جون ظہر کے وقت ام المومنین رضی اللہ عنہا کے ساتھ واپس تشریف لائے۔ نواب محمد علی خان صاحب لدھیانہ تشریف لے گئے ہیں ٭

متفرقات

یہ ہفتہ مفتی محمد صادق صاحب اور عرب عبدالمحی صاحب نے لاہور میں گذارا ٭ ۲۷ کی صبح کو ابر رحمت کا ایک چھینٹا پڑ گیا جس سے موسم میں کسی قدر خنکی آگئی ہے ٭ ۲۸ کو چوہدری فتح محمد صاحب ایم۔ اے ولایت کے لئے۔ اور سید غلام مجتبیٰ صاحب ہانگ کانگ کے لئے قادیان سے رخصت ہوئے۔ چوہدری صاحب ۲ جولائی کو جہاز پر سوار ہو نیوالے ہیں۔ قادیان میں حضرت مولوی صاحب کا دارالشفا ہے۔ شفاخانہ فضل رحمانی ہے۔ مولوی قطب الدین صاحب کا مطب ہے پھر دو ڈسپنسریاں ہیں۔ ایک دارالعلوم میں بورڈنگ کے طلباء کے لئے۔ جس میں ڈاکٹر الٰہی بخش صاحب کام کرتے ہیں۔ اور آجکل چار ماہ کی رخصت پر مع اہل و عیال وطن تشریف لے گئے ہیں۔ اور دوسرا قادیان میں مہمانوں۔ غریبوں۔ اور احمدیہ سکول کے طلباء کے لئے جس میں ڈاکٹر عباداللہ صاحب بڑی محنت سے کام کرتے ہیں اس ہفتہ میں اس ڈسپنسری میں ۴۹۵ مریض آئے۔ ڈاکٹر صاحب آجکل ڈبل ڈیوٹی دیتے ہیں یعنے یہاں بھی اور دارالعلوم میں بھی۔ مدرسہ احمدیہ کے دو طالبعلم محمد بھاگلپوری اور تاج الدین بہار ہیں احباب سے دعا کی درخواست ہے۔ مولوی فضلدین صاحب مختار عدالت گوجرانوالہ سے اب بٹالہ میں پریکٹس کے لئے آگئے ہیں۔ احباب گورداسپور ان کی خدمت سے فائدہ اٹھائیں۔ برق صاحب کو ایک مالی ابتلاء پیش آیا ہے اللہ تعالےٰ اجر عظیم دے۔ اس ہفتہ شیخ عبدالمجید امجد بی۔ اے اور خواجہ کرمداد جموں تشریف لائے۔ چوہدری عبدالمجید خان صاحب پروفیسر ہسٹری اسلامیہ کالج قرآن سننے کیلئے قادیان آئے ہیں ہمارے کئی عزیز نوجوان اس کالج میں پڑھتے ہیں کیا خوشی کی بات ہے کہ انکے کیریکٹر کی خوبی ان کے استادوں کو بھی اس تربیت گاہ کیطرف متوجہ کرتی ہے جہاں ہے

جنگ بلقان

جنگ بلقان تو رکی ہوئی ہے لیکن اتحادیوں میں فساد جاری ہے۔ شرائط صلح ابھی مکمل نہیں ہوئیں تازہ خبریں حسب ذیل ہیں +

۲۳ جون۔ وزارت مستعفی ہوگئی ہے ملکہ یونان اتحادیوں میں جنگ چھڑ جانے کے خیال سے دوبارہ قومی شفاخانہ قائم کررہی ہیں۔ اور انھوں نے اپنا سفر جرمنی ملتوی کردیا ہے بلغاریہ سرویہ اور یونان کی فوجیں ایک دوسرے سے لڑتی ہیں اور پھر ہر ایک دوسرے پر الزام لگاتا ہے عوام میں سخت جوش ہے +

۲۶ جون موسیو پیکیس سروی وزارت کو زیادہ تیار کرتے ہیں جس میں پہلے وزیر جنگ اور وزیر عدالت شامل نہ ہونگے کیونکہ پہلی وزارت انھیں کے ایماء سے مستعفی ہوئی تھی وزیر اعظم اگر ثالثی قبول کرنے اور وہاں جانے پر رضامند ہیں۔ اور یہ حکومت برطانیہ کے ایماء کا نتیجہ ہے چنانچہ تازہ خبر ہے کہ روس کی ثالثی منظور کرلی گئی ہے۔ موسیو پیکیس کے دوبارہ وزیر اعظم مقرر ہونے سے معلوم ہوتا ہے کہ سرویہ کی اعتدال پسند جماعت جنگی جماعت پر غالب ہوگئی ہے اور چونکہ رومانیہ بھی بلغاریہ سے جلدی بھاری مطالبات کرنے والا ہے اس لئے امید ہے کہ وہ جلد راہ راست پر آجائیگی۔ اور بلغاریہ سرویہ میں صلح ممکن ہوگی۔ شوکت پاشا کے بارہ میں قاتلوں کو بابازو میں سر بازار پھانسی دیگئی +

۲۷ جون سیاسی حالت بہتر ہوگئی۔ اور یقین کیا گیا کہ چاروں بلقانی ریاستوں کے وزیر اعظم سینٹ پیٹرز برگ میں بغرض تصفیہ کانفرنس منعقد کرینگے +

۲۸ صلح کی سب امیدیں ختم ہوگئیں۔ سرویہ کے بیان کے بموجب بلغاریوں کی ایک عظیم جماعت مقامات زیٹوا اور ریٹروویز کے درمیانی علاقہ میں داخل ہوئی جو سرویہ کے قبضہ میں ہے اور خونریز لڑائی کے بعد بلغاری شکست کھاکر بھاگ گئے اور کثیر التعداد مقتول و مجروح میدان میں چھوڑ گئے +

۲۹ جون بلغاریہ نے سرویا کے بیان کی تردید کردی اور بتایا کہ مقام زیٹوا کے قریب سربی فوج اور ایک بلغاری جتھے میں لڑائی ہوئی جس نے منگل کے دن دریا کے دائیں کنارہ کی بلندیوں سے سربیوں کو نیچے اُتار دیا۔ بدھ کو پھر لڑائی جاری رہی۔ سربی پارلیمنٹ نے خفیہ اجلاس میں موسیو پاسکس وزیر اعظم کی تجاویز متعلق ثالثی روس کو منظور کرلیا لیکن اس وقت تک ثالثی کی منظوری کا اعلان نہیں کیا گیا

اسٹرڈی اخبار نے بیان کیا ہے کہ بلغاریہ متنازعہ علاقہ میں فوج کے لئے جبراً سامان حاصل کرنے کے حقوق سے دست بردار ہونے پر آمادہ ہے مگر فوج کو منتشر نہ کرے گا۔ اور اسی لئے سرویہ اور یونان بھی اپنی اپنی فوجیں واپس نہ ہٹائینگے شاہ رومانیہ نے جانے کا ارادہ ترک کردیا۔ کیونکہ بلقان کی حالت خطرناک ہے +

دیگر خبریں

۲۴ جون۔ فرانس کے پریزیڈنٹ ایم پوانکرے انگلستان آئے انکی سلامی کی توپیں چھوڑتے وقت بے احتیاطی سے کارتوسوں میں آگ لگ گئی دو توپچی ہلاک اور آٹھ زخمی ہوئے۔ ایم پوانکرے نے انکی امداد کے لئے تین ہزار فرانک دیئے۔ ریلوے سٹیشن پران کا ملک معظم نے استقبال کیا۔ اور بڑھکر ہاتھ پکڑ لیا۔ باقی ساتھیوں نے مسٹر اسکوئتھ وزیر اعظم سے ملاقات کی۔ تمام بڑے امراء بہر استقبال حاضر تھے۔ جلوس میں ملک معظم اور ایم پوانکرے کی سواری آگے آگے تھی۔ جب صف بستہ فوج میں سے جلوس گذرا۔ تو لوگوں نے خوشی کے نعرے مارے دعوت کے موقعہ پر ملک معظم اور ایم پوانکرے نے انگلستان اور فرانس کے خوشگوار تعلقات کا ذکر کیا +

۲۷ جون مراکو میں لڑائی جاری ہے ہسپانوی فتحیاب ہیں لیکن انھیں سخت نقصان پہنچا ہے +

ایرانی وزیر اعظم سے درخواست کی گئی ہے کہ مجلس بنائی جائے وزیر اعظم نے جواب دیا۔ کہ اس معاملہ میں درخواست کنندوں اور وزارت میں توارد ہوگیا ہے اور اس کے لئے ہدایت جاری کردیگئی ہے +

۲۸ جون روس کی مجلس ڈوما میں ایک ممبر نے سوال کیا کہ ایک قریبی حکومت (جرمنی) کی فوجی طاقت کا مقابلہ کرنے کے لئے روس نے کیا کیا ہے جنرل سٹاف کے ایک افسر نے جواب دیا۔ کہ جدید قلعہ تیار کئے گئے ہیں فوج کے لئے ہلکی توپیں اور بکلدار توپیں مہیا کی گئی ہیں۔ مغربی سرحد پر سڑکوں اور ریلوں کا جال بن دینے کی تجویز ہے پانچ اعلیٰ ہوائی جہاز تیار کئے گئے ہیں۔ فوج اور توپخانہ کی زیادتی کے لئے ایک مسودہ زیر تجویز ہے جس کے لئے بہت سے آدمیوں اور روپیہ کی ضرورت ہوگی +

۲۹ جون جرمن پارلیمنٹ نے فوجی اضافہ کے لئے بجٹ کروڑ روپیہ منظور کیا ہے +

ہندوستان کی خبریں

سردار وجیت سنگھ کے امپریل کونسل کے ممبر مقرر کئے جانے پر اعتراض کیا گیا تھا۔ کہ وہ سرکاری تنخواہ دار ہیں۔ اس لئے ان کا انتخاب درست نہیں گورنمنٹ نے اس اعتراض کو رد کردیا ہے **پنجاب** یونیورسٹی کے امتحان ایم اے کے لئے انگریزی سیکشن میں کل تیرہ لڑکے پاس ہوئے ہیں جنمیں سے دو مسلمان باقی ہندو ہیں۔ **لاہور** کے ڈپٹی کمشنر صاحب نے پیغام صلح اور شمشیر قلم دو نئے اخبارات کو بلا ضمانت اجرا کی اجازت دی ہے +

مدراس جنوب مرہٹہ ریلوے ملازمین کا ایک دفعہ سیکرٹری گورنر صاحب مدراس کی خدمت میں حاضر ہوا ہے اگر کل موقوف شدہ ملازم واپس نہ لئے جائینگے تو ہڑتال جاری رہے گی +

کانپور میں ایک اسلامی سکول کھولا جائے گا۔ اہالیان کانپور نے دل کھولکر چندہ دیا۔ مسٹر گوکھلے سترہ اکتوبر تک انگلستان سے واپس ہندوستان آجائینگے +

دریائے ہگلی کے بحری ڈاکو پولیس نے گرفتار کر لئے ہیں جسے پہلے سے بیچ بیچ میں ڈاکہ پڑنے کی اطلاع ہوگئی تھی۔ آٹھ آدمی اور کئی ہزار کا مال گرفتار ہوا +

ہندوستان میں پچھلے ہفتہ طاعون کی نوسو وار داتیں اور آٹھ سو پانچ اموات ہوئیں +

کلکتہ میں سی مکرجی نامی ایک شخص کو ۴۹۱ اونس ناجائز کوکین رکھنے کے جرم میں چیف پریزیڈنسی مجسٹریٹ کی عدالت سے ۳ ماہ قید سخت کی سزا دیگئی +

راولپنڈی میں ایک بدمعاش پکڑا گیا۔ اس نے برقعہ پہنا ہوا تھا۔ اور ایک چھوٹے بچے کی لاش اٹھائی ہوئی تھی۔ جسے پانی میں پھینکنا چاہتا تھا +

مدراس ریلوے کمپنی نے حضور ویسرائے کی سالگرہ پر تمام ہڑتالیوں کو اپنے کام پر بحال کردیا +

آگرہ میں ہیضہ کی شکایت ہے +

ایک انگریزی فوجی پارٹی کی بویا اور دتا خیل کے درمیان پیلی اور شکیلی قبائل کے ایک گروہ سے مٹ بھیڑ ہوگئی سرحدیوں کا ایک قتل اور دو زخمی ہوئے +

اندور میں ایک میڈیکل ہائی سکول کھولا گیا ہے +

ڈاکٹر کیرداد بمبئی نے محتاج عورتوں کے علاج کے لئے ایک ہسپتال کی تجویز کی ہے اسکے لئے پندرہ ہزار تین سو دس روپے جمع ہو چکے ہیں +

گورنمنٹ ہند نے کونسل پنجاب میں ماہی گیری کا مسودہ پیش کرنیکی منظوری دیدی ہے۔ اس سے حکام کو پنجاب کے دریاؤں میں مچھلی کی نگرانی اور حفاظت کے اختیارات ملجائینگے + **کالی کٹ** ضلع مدراس میں ایک ہیڈ کنسٹیبل اور چار سپاہی اس جرم میں گرفتار کئے گئے ہیں کہ انھوں نے جبراً روپیہ وصول کرنے کے لئے کئی آدمیوں کو مارا جنمیں سے ایک جان سے مرگیا۔ گورنمنٹ نے مسٹر بدرالدین عبداللہ کی درخواست کے جواب میں لکھا ہے کہ حاجیوں کو واپسی ٹکٹ دینے یا ایک ہی کمپنی کو ٹھیکہ دینے کے معاملہ میں گورنمنٹ اسوقت تک کچھ نہیں کریگی۔ جبتک مسلمانوں کی رائے نہ معلوم ہو جائے + ۲۳ جون سے بمبئی میں سخت بارش ہو رہی ہے +

الفضل قادیان

مؤرخہ ۲ جولائی ۱۹۱۳ء

گورنمنٹ اور حجاج

نمبر (۲)

ہم پہلی اشاعت میں یہ بیان کر چکے ہیں کہ گورنمنٹ حجاج کے متعلق بجوتیز پاس کرنا چاہتی ہے اور اس کے مخالف اعتراضات بھی نقل کر چکے ہیں۔ گورنمنٹ کو یہ تو اعد پاس کرنیکی ضرورت پیش آتی ہے کہ غربا حج کو چلے جاتے ہیں اور انکے واپس لانے میں بہت وقت ہوتی ہے۔ اس لیئے پہلے ہی واپسی ٹکٹ دیا جائے تا وہ اس مصیبت سے بچ جائیں۔

کیا واقعی حجاج تکلیف اُٹھاتے ہیں

اس معاملہ پر گفتگو کرنے سے پہلے یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا واقعی حاجی غربت کے باعث تکلیف اُٹھاتے ہیں یا یہ سب بیانات بعض حکام کے خود ساختہ ہیں۔ اس موضوع پر میں اللہ تعالےٰ کے فضل سے اپنی عینی شہادت دے سکتا ہوں کیونکہ میں نے اپنے پچھلے سفر میں اس معاملہ پر خوب غور کیا تھا۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ ہندوستان کے بہت سے حجاج ایسے ہوتے ہیں کہ جو بغیر کافی سرمایہ کے حج کے لیئے جاتے ہیں۔ اور اس کی کئی وجوہ ہیں۔ اوّل بعض لوگ اس وجہ سے کافی سرمایہ اپنے ساتھ نہیں رکھتے کہ بعض لوگوں نے حج کی رغبت دینے کے لیئے یہ وطیرہ اختیار کیا ہوا ہے کہ وہ اخراجات حج کو بہت گھٹا کر دکھاتے ہیں اور اپنے خیال میں نیکی کے داعی بنتے ہیں ایسے لوگوں کے بیانات پر مطمئن ہو کر بہت سے لوگ بغیر کافی سرمایہ لیئے گھر سے نکل کھڑے ہوتے ہیں اور آخر تکلیف پاتے ہیں۔ دوئم۔ اس کی وجہ یہ بھی ہے کہ بعض غربا جو پورے طور سے خرچ راہ برداشت نہیں کر سکتے۔ حج کی محبت اور مکہ کی زیارت کے شوق سے مجبور ہو کر اللہ تعالےٰ پر توکل کر کے گھر سے نکل کھڑے ہوتے ہیں۔ اور اس بات کی پرواہ نہیں کرتے کہ ان کو اس سفر کے لیئے کس قدر خرچ کی ضرورت ہے۔ سوئم وہ لوگ ہیں جنکا کام سوال ہی ہے وہ ہندوستان میں سوال کرتے رہتے ہیں۔ مانگتے کھاتے چلے جاتے ہیں اور لوگوں پر بار خاطر ہوتے ہیں بیچ میں ایک وہ گروہ ہے جو حاجی کہلانیکے لیئے چل پڑتا ہے اور جانتا ہے کہ حاجی بن گئے تو خواہ راستہ میں تکلیف ہو واپس آکر مدت العمر تک لوگوں کی نظروں میں معزز ہو جائیں گے۔ ایسے لوگ خوشی خوشی جدہ تک پہونچ جاتے ہیں۔ آگے جا کر پھر انہیں معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے کیسی غلطی کی ہے جو لوگ کہ محبت کی وجہ سے آئے تھے۔ وہ گو دلی تکلیف تو محسوس نہیں کرتے کیونکہ محبت اس تکلیف کو آسان کر دیتی ہے لیکن جسمانی تکالیف تو ضرور محسوس کرتے ہیں۔ ہاں جو لوگ دھوکے سے بغیر کافی سرمایہ کے چلے جاتے ہیں انہیں سخت دقت کا سامنا ہوتا ہے اور ایک خطرناک مشکل میں پھنس جاتے ہیں۔ خصوصاً شرفا جنکے لیئے سوال کرنا بھی موت کے برابر ہوتا ہے اور قرضہ وہاں کسی سے لے نہیں سکتے نہ کوئی اور ایسا ہوتا ہے جو اپنے اختیار کر سکے اور اگر ہو بھی تو سفر میں اور پھر ایسے خطرناک سفر میں جہاں ہر ایک کی اشد ضرورت رہتی ہے دوسرے کی اعانت کرنا ہر ایک شخص کا کام نہیں ہو سکتا

جدہ میں مشکلات کی ابتداء

ایسے لوگ جو روپیہ گھر سے لیکر چلتے ہیں وہ تو جدہ تک ہی بہت کم رہ جاتا ہے۔ اور انہیں کفایت شعاری کی فکر شروع ہوتی ہے۔ پھر بعض لوگ جدہ سے مکہ تک پیدل جاتے یہ فاصلہ تو کچھ زیادہ نہیں اور دو دن میں چالیس میل کا سفر چنداں مشکل نہیں۔ لیکن اول تو کوئی ضروری نہیں کہ ایسے تمام لوگ جوان و توانا ہوں بلکہ اکثر تو بوڑھے ہی ہوتے ہیں جنہیں اس سفر کی صعوبت بہت کچھ کمزور و پژمردہ کر دیتی ہے پھر جو جوان بھی ہوتے ہیں ان کے لیئے بھی بعض دقتیں ہوتی ہیں ایک تو وہاں کی گرمی اس ملک کی گرمی سے سخت ہوتی ہے پھر راستہ سڑک کا راستہ نہیں ہے بلکہ پتھریلی اور کنکریلی زمین ہے اور درمیان میں دور دور تک اتنی گہری ریت آجاتی ہے کہ پاؤں دھنستے ہیں عربوں کے لیئے تو کچھ مشکل نہیں ہوتا وہ تو ان سفروں کے عادی ہیں لیکن ناتوان ہندوستانی کا دل تو یہیں سے دھڑکنا شروع ہو جاتا ہے پانی کی کمی اور پیاس کی شدت اس تکلیف کو اور بھی بڑھا دیتی ہے اور مکہ مکرمہ میں داخل ہونے سے پہلے ہی بہت سے لوگ بیماری کے آگے سر خم کرنے کیلئے تیار ہو جاتے ہیں۔ جنکو خدا تعالےٰ نے طاقت دی ہے وہ اس سفر کو آسان بھی طے کر لیتے ہیں۔ لیکن یہ کوئی ضروری نہیں کہ جو کم روپیہ لے کر جاتے ہیں وہ ضرور طاقتور ہی ہوا کریں۔

مکہ مکرمہ میں مکان کی تکلیف

یہ لوگ جب گھر سے چلتے ہیں تو خیال کرتے ہیں کہ وہاں جا کر مسجدوں میں سو رہیں گے۔ کیونکہ ہندوستان کے قصبات میں اس بات کا رواج ہے کہ مسافر مساجد میں قیام کرتے ہیں۔ لیکن اول تو زاویوں (چھوٹی مسجد) میں انہیں کوئی رہنے نہیں دیتا۔ اور اگر اجازت بھی ہو تو ایسے اژدہام میں مال کی حفاظت مشکل ہے اس لیئے مکان کے بغیر گذارہ نہیں ہو سکتا اگر مکان کے کرایہ کا بھی اندازہ کر کے چلے ہوں تو اکثر اوقات وہ اندازہ غلط ہوتا ہے۔ کیونکہ پنجاب و ہندوستان میں گاؤں اور قصبات میں تو مکانوں کے کرایہ اس قدر ارزاں ہیں کہ ہم دو آنہ میں مکان مل سکتا ہے شہروں میں معمولی مکان ۱۰ یا ۱۲ یا حد حد روپیہ تک مکان کا ملنا مشکل نہیں ہوتا۔ لیکن مکہ مکرمہ میں لاکھوں آدمیوں کے اجتماع کی وجہ سے۔ ایک ۱۲-۱۲ فٹ کی کوٹھڑی بھی بیس بائیس روپیہ کو مل سکتی ہے اس خرچ کو غریب مسافر کیونکر برداشت کرے وہ تو مسجد میں پڑ رہنے کے ارادہ سے گھر سے نکلا تھا مجبوراً دس بارہ آدمی ملکر ایک کوٹھڑی لے لیتے ہیں اور اس میں اپنا اسباب مقفل کر دیتے ہیں

وبا کی پہلی آمد

اپنے اسباب کو کوٹھڑی میں بند کر کے یہ مسکین گلیوں میں پڑ رہتے ہیں۔ نیا ملک آب و ہوا کی تبدیلی سفر کی کوفت کھلی زمین پر جو صاف بھی نہیں ہوتی دہیں سونا وہیں قضاء حاجت کرنا تعفن کی کثرت یہ پہلی وجوہات ہیں کہ جنکی وجہ سے ان حاجیوں میں تپ یا ہیضہ پھوٹتا ہے اور حج سے پہلے ہی سینکڑوں حاجی پیام اجل کو لبیک کہتے ہوئے چل دیتے ہیں جماعتوں کی جماعتیں صاف ہو جاتی ہیں پھر سب پکانا و رہنا سہنا گلیوں میں ہی ہوتا ہے مکان کوئی ہو تو پکائیں جس کی وجہ سے اور بھی غلاظت ہوتی ہے

خورد و نوش کی مشکلات

اس کے علاوہ وہاں خورد و نوش کی اشیاء بھی نسبتاً بہت گراں ہوتی ہیں اور قریب دو آنہ میں ایک روٹی آتی ہے ایک آنہ ڈیڑھ آنہ میں تو مدتوں تک آتی رہی ہے پانی کی ایک مشک آٹھ آنے کو عام طور سے اور کبھی کبھی ایک روپیہ کو ملتی ہے۔ دو پیسہ کو تو ایک چھوٹی سی پیالی

پرانے رشیوں کا مذہب

پرکاش مہاراجہ کرشن پرشاد کے چند اشعار نقل کرکے جن میں سے ایک تو یہ ہے:

موحد ہوں - عارف ہوں - صوفی ہوں پکا
مرے حال پر فضل مولا ہوا ہے

کہتا ہے ایک سلطنت کی ملازمت کرتے کرتے اگر ان کی قومی حس مرگئی ہو اور ان کی رگوں میں پرانے رشیوں کا خون خشک ہوگیا ہو تو کوئی تعجب نہیں۔ واقعی ایڈیٹر پرکاش کی قلم سے سچی بات نکلتی ہے - وید کے رشی دریاؤں پہاڑوں پتھروں آگ ہوا کے پوجنے والے بھلا توحید کا خیال دل میں کہاں لاسکتے تھے یہ تو پنڈت دیانند نے اسلام کے حملہ سے .... ڈر کر اپنے مذہب کا بچاؤ کیا تھا لیکن شکر ہے کہ ایڈیٹر پرکاش نے خلاف معمول حق کا اظہار کردیا

بائبل کی اشاعت

ایک عیسائی مسٹر فریم نے اشاعت مذاہب کی غرض سے تمام صوبہ (ایران) خراسان کا دورہ کرکے مسلمانوں کے ہاتھ ۱۲۹ اسبائیبل ۲۸۵ پرانے عہدنامے ۵۴ نئے عہدنامے اور ۳۸ بائبل کے مختلف ٹکڑے فروخت کئے۔

مسیح محمدی پر ایمان لانے والو کہاں ہیں تمہاری ہمتیں اور کس دن کے لئے رکھا ہے تمہارا جوش - اطراف عالم میں پھیل جاؤ۔ اور خدا کی کتاب پہونچاؤ اور نہیں تو کیا ہندوستان کی مختلف علاقوں میں بھی تم ایسا نہیں کرسکتے - ہمارے دوست ٹریکٹ لکھتے ہیں اور اپنے ہی بہائیوں میں تقسیم کردیتے ہیں یہ ٹھیک نہیں - کچھ قیمت ضرور ہوتا کہ لینے والے کو قدر ہو اور پھر زیادہ اشاعت غیر احمدیوں میں ہو

انکشاف حقیقت

تقریباً ہر شہر ہر قصبے میں پادریوں کیطرف سے کوئی نہ کوئی مدرسہ جاری یا ہسپتال کھلا ہے - انہیں اصل مقصد جو انکا ہے اسکا اظہار خود انہی کی زبانی ہمارے لئے موجب عبرت ہے اور ابھی وقت ہے کہ ہم سنبھل جائیں اور اپنے درد کا خود درماں کریں۔ سکرٹری میتھاڈسٹ چرچ نیویارک کہتے ہیں - کہ یہ بالکل ظاہر بات ہے کہ تمام مشنری کاموں کا غایت مقصود اشاعت مذہب ہے خواہ یہ شفاخانہ کی صورت میں ہو یا مدرسہ یا گرجہ کی شکل میں ہو - ہمارا اہم ترین مقصد یہ ہے کہ لوگوں کو عیسائی بنالیا جائے۔ چین کے شفاخانہ کا طبیب اپنی کارگذاری پر کبھی نازاں نہیں ہوسکتا تاوقتیکہ اسنے اپنے زیر علاج مریض کو جسمانی مرض سے نجات دینے کے ساتھ ہی سے روحانی امراض سے نجات پانے کا رستہ نہ دکھا دیا ہو۔ اور عینیہ یہی حالت تعلیمی مکاتب میں ہوتی ہے صرف تعلیم دینے سے مطلب براری نہیں ہوسکتی - مسیحی ڈاکٹر اپنے غیر عیسائی مریضوں کے دلوں تک جسم کے ذریعہ رسائی حاصل کرتا ہے اور عیسائی مدرسہ میں ہمارے پروفیسر اور اُستاد طلبہ کو ان کے دماغوں کے ذریعہ سے مسیح کی بادشاہی میں داخل کرتے ہیں غرض ہمارا کام خواہ شفاخانہ کا اہتمام ہو یا اعلیٰ تعلیم کا انصرام - ہمارا سب سے عظیم الشان اور انتہائی مقصد لوگوں کے دلوں پر مسیح کو مسلط کرنا ہے۔

اسی طرح ایک اور مشنری پرسبائٹرین چرچ انہیں کھلے کھلے الفاظ میں کہتے ہیں - کہ ہم نے مشن کالج صرف تبلیغ و اشاعت کی غرض سے کھولا ہے دنیاوی مضامین کو نصاب تعلیم میں شامل کرنیکا اصل مدعا یہ ہے کہ ہمیں بائبل کی تعلیم دینے کا موقعہ مل سکے × × × × × × اس جماعت پر قابو پانیکے لئے ہم نے مشن کالج کھول رکھے ہیں مشن کالجوں میں صرف نوجوان طلباء ہی متاثر نہیں ہوتے بلکہ ان کے ذریعہ تمام دیگر باشندوں پر اثر ڈالا جاتا ہے۔

صرف مسیح موعود سے روحانی تعلق اس فتنہ سے بچا سکتا ہے یہ بشارت اکناف عالم میں پھیلا دو۔

کرامات الاولیاء حق

اصلاح (شیعہ سیالکوٹ) رقمطراز ہے کہ علاقہ کابل میں ایک شہر بلخ ہے - وہاں مزار فائز الانوار جناب میر بنا ہوا ہے وہاں کے مسلمانوں کو یقین کامل ہے کہ یہی حضرت کا مزار ہے۔" یہ بجائے خود ایک نئی دریافت ہے مگر اسی پر بس نہیں بلکہ وہاں کرامات ظاہر ہوتی ہے چنانچہ ۳ ماہ ربیع الثانی ہفتہ کی رات کو ایک شخص جسکے دونو ہاتھ شل تھے - روضۂ مطہرہ حضرت علی پر حاضر ہوا - فوراً اچہا ہوگیا - اور منگل کی رات جمادی الاول کا ذکر ہے ایک شخص ہزارہ کا اور ایک طایفہ ازبک کا دونو اندھے دربار فیض آثار میں مشرف ہوئے اور دونوں کی آنکھیں روشن ہوگئیں - پھر اور سنئے ۱۳ جمادی الاول روز پنجشنبہ کو ایک فغان طایفہ مہمند کا جو کور مطلق تھا - آستان بوسی روضۂ مطہرہ سے مشرف ہوا - فوراً بینا ہوگیا۔

دوسری طرف امرت بازار پتر کا رقمطراز ہے کہ شہر کمبا میں بابو ہری لمار گپتا پولیس انسپکٹر کی ہمشیرہ مرض فالج میں سخت بیمار تھی - لیکن کالی کی کرپا سے وہ لیکا یک تندرست ہوگئی - ایک دن کالی دیوی نے خواب میں مریضہ سے کہا کہ تم دیوی کی پوجا کرو جسکے جواب میں کہا گیا کہ مریضہ ایکقدم بھی نہیں چلسکتی پھر اسکی والدہ نے پوجا کی تیاری کی کہ بیٹی پلنگ سے کھڑی ہو گئی اور پوجا کرنے چلی گئی اب اس کے جسم پر کسی کا نشان نہیں ہے۔" اگر پہلی دو خبریں صحیح ہیں تو یہ آخری کیوں صحیح نہیں حق ہے اسکا وہم جیسیں آیات کا ظہور ہر زمانے میں مجددین یا مصلحین کے ذریعہ ہوتا رہتا ہے وہ بے سروپا قصوں پر ایمان لانے کے لئے مجبور نہیں کرتا - بلکہ اس میں کوئی نہ کوئی اللہ کا بندہ ایسا مبعوث ہوتا ہے جو قصوں کو واقعات کے رنگ میں دکھا دیتا ہے اس صدی کے سر پر بھی ایک ایسے مورد آیا اور اللہ تعالےٰ نے اس کے ہاتھ پر اپنی قدرت کے بہت سے نشانات دکھلائے۔

خوب کیا!

ضلع گوجرانوالہ کے ایک مخلص دوست اطلاع دیتے ہیں کہ:- میرے مکان میں جہاں میں اپنے مویشی باندھتا ہوں۔ کیڑوں یعنے چیونٹیوں کا ایک ٹڑابل نکل آیا۔ اور وہ کثرت سے نکلکر مویشی اور آدمیوں کو بھی ستانے لگے - کوئی دو سال سے وہ ایسے ہی تکلیف دیتی رہی ہیں - کوئی ایک مہینہ کا ذکر ہے کہ مجھے اچانک رات کو لیٹے ہوئے حضور کی زبان مبارک سے سنا ہوا ذکر ایک صحابی رضی اللہ عنہ کا اعلےٰ سرکار نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کیطرف سے ملک مصر میں ایک حقہ کھینچکر اور جنگلی درندوں کو ان کی رہائش کی اطلاع دیکر شہر آباد کرنا یاد آگیا میں نے خیال کیا کہ یہی نسخہ یہاں بھی استعمال کیا جائے - چنانچہ میں نے ایک دن بعد تلاوت قرآن شریف کیڑوں کے پاس بیٹھ کر ان کو اسطرح مخاطب بعد سلام علیکم کے کیا - اول کلمہ شہادت پڑھا اور پھر بولا کہ اے کیڑو مکوڑو تم پر سلامتی ہو۔ میں تم کو اللہ کے نام پر ایک بات کہتا ہوں کہ اللہ واحد سچا اور اس کے انبیاء کا سلسلہ برحق - اور سب نبیوں کا سردار حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم سچا - اور اس کا مہدی حضرت مرزا غلام احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام سچے - اور انکا جانشین حضرت مولوی نورالدین ایدہ اللہ تعالےٰ خلیفہ اول سچے اور اس کا پاک سلسلہ احمدیہ برحق - پس تمکو واضح ہو کہ اب یہاں احمدیہ جماعت کے سچے مومنوں کا ڈیرا آلگا ہے تم خدا کے واسطے یہاں سے اب کنارہ کرو - ہمارا تمہارا ساتھ اچھا نہیں نبہتا - تم کو ہم سے اور ہم کو تم سے تکلیف ہورہی ہے - تم ہمارے پاؤں میں روندے جاتے ہو اور پھر تنگ ہوکر تم ہم کو کاٹتے بھی ہو - از راہ عنایت تم لوگ اب یہاں سے ڈیرہ اٹھالو اب یہ جگہ احمدی لوگوں کی رہائش کی ہوچکی ہے۔ اس پر چیونٹیوں نے اللہ تعالےٰ کے حکم سے اپنے ڈیرہ کو اٹھالیا۔ اور وہ بل صاف ہوگیا۔"

ممکن ہے مادہ پرست طبیعتوں کا نادان اس واقعہ پر ہنسی کرے مگر قوت ایمانیہ کے سامنے یہ بہت معمولی بات ہے مسیح ناصری نے بھی اپنے حواریوں سے کہا تھا باب ۱۷ - انجیل متی کیونکہ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ اگر تمہیں رائی کے دانے کے

برابر ایمان ہوتا تو اگر تم اس پہاڑ سے کہتے کہ یہاں سے وہاں چلا جا تو وہ چلا جاتا۔ اور کوئی بات تمہارے سامنے ناممکن نہ ہوتی۔ گر افسوس کہ آجتک کوئی یسوعی اس امتحان میں پاس نہ ہوا۔

یورپ کو دو خطرے

الشعب مصری کا خیال ہے کہ یورپ کو دو خطرے نظر آرہے ہیں۔ اسلامی اور زرد۔ مگر یورپین مدبروں کا خیال تھا کہ پہلا خطرہ غیر معمولی سے بڑھتا ہوا ہے اس لئے عملی طور پر اس کا پورا انسداد کیا۔ فارس کے استقلال کا خاتمہ کر دیا۔ مراکش کی حریت سلب کر لی۔ ٹرکی کو دبوچ کر ناکارہ کر دیا اسکے بے گناہ باشندے قتل و غارت کر دیئے گئے۔ اسلامی خطرے کا خاتمہ کرنیکے بعد اب یورپ اپنی توجہ زرد خطرے کیطرف مبذول کرنا چاہتا ہے دیکھئے اس آرزو میں بھی کامیاب ہوتا ہے یا نہیں؟

الشعب کو یورپ کے تسلط کا افسوس ہے اور اپنے گھر کے نقص کی طرف توجہ نہیں بجائے دوسروں پر الزام لگانے کے بہتر ہے کہ اپنی حالت پر غور کیا جائے۔ آخر پہلے بھی ہم ہی تھے جو حکمت لدنی سے مصر فلاطون و کشور کشائے دہر ہوں تھے۔

تجارت پر جنگ

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے آخری زمانے میں ایک ایسی طائفہ عظیمہ کی خبر دی ہے جس کا عام کاروبار تجارت پیشہ ہوگا وہی تمام دنیا پر مسلط ہوگا اور انکی لڑائیاں بھی تجارتی وجوہات پر مبنی ہونگی۔ اٹلی نے طرابلس پر دھاوا تجارتی اغراض سے کیا۔ بلقان کی ریاستوں نے جو شورش مچائی تو اب اسکی آخری منازل میں بھی وجوہات نکلی ہیں۔ بقول میٹیہ غبار سروپا۔ بغرض ترقی تجارت ایجیئر (ایڈریاٹک) نہ پہنچ سکنے پر پیچ و تاب کھا رہا ہے اور بلغاریہ سالونیکا کو اسکی اعلیٰ تجارتی پوزیشن کے باعث یونان سے چھیننا چاہتا ہے فرانس نے بھی اسی غرض سے لڑائیاں لڑیں۔ چین سے بھی اسی لئے ہٹ بھیڑ ہوئی۔ ہندوستان میں بھی پہلی پرتگیزوں ڈچوں اور فرانسیسیوں کی تجارتی کوٹھیاں قائم ہوئیں۔ جرمن میں بھی فوجی تیاریاں اپنی تجارت کو فروغ دینے کیلئے ہو رہی ہیں۔ روس نے فارس کے ایک حصہ پر جو اپنا اثر جما رکھا ہے تو اسکی تہ میں بھی یہی غرض کام کر رہی ہے۔

شام کی اصلاح طلب جمعیت!

ترکی علاقوں میں یہ تحریک پھیلا دیگئی ہے کہ مختلف علاقے سلف گورنمنٹ لے لیں اور ان کا ٹرکی سے چنداں تعلق نہ رہے اسے لامرکزی حکومت کہتے ہیں۔ بقول نامہ نگار الشعب اہالی شام میں اکثر معاملہ فہم و صحاب اس مطالبہ میں شریک نہیں ہوئے کیونکہ ان کو یقین ہے۔ اگر شام کو دولت عثمانیہ سے علیحدہ کر دیا گیا تو اغیار و اجانب کا تسلط آسان ہو جائیگا۔ دوم یہ مطالبہ کرنیوالے خود بھی اخلاص سے کام نہیں کرتے ایک طرف حفاظت وطن کا ادعا ہے اور دوسری طرف دول خارجہ سے استدعا کرتے ہیں کہ تم دخل دیکر جلد تصفیہ کرا دو جو حد درجے بے غیرتی کا نشان ہے۔ ان لوگوں نے پیرس سے سربمہر مطبوعہ اوراق تقسیم کئے ہیں کہ پیرس میں ایک جلسہ کرکے حکومت سے مطالبہ کریں گے کہ وہ شام میں اصلاحیں کریں لیکن شایع کنندے مجہول اور ناقابل اعتماد اور ذاتی اغراض کے شکار ہیں۔ بہر حال اس وقت ٹرکی سلطنت اندرونی بیرونی مشکلات سے گذر رہی ہے۔ اور اسکے مستقبل کا مطلع غبار آلودہ ہے۔

مسلمانوں کیلئے گولڈن ڈیڈ

ایک صاحب لکھتے ہیں:۔ "مسلمانوں کے لئے گولڈن ڈیڈ کیا ہے یہ بے تکلف کہنے کیلئے تیار ہوں۔ ایثار ایثار ایثار۔ جس کو ہم مدتوں سے کھوئے ہوئے بیٹھے ہیں اور تلاش نہیں کرتے جو ہماری تمام بیماریوں کی ایک دوا ہے۔ یا بالفاظ دیگر مسلمانوں کو مسلمان ہو جانا چاہیئے × × × × × × × × × ×۔ اور قومیں جسطرح چاہیں ترقی کر لیں مگر مسلمانوں کی ترقی مذاہب دوسری ہے۔ جب تک مسلمان شمع رخ اسلام کے جانباز پروانے نہ ہو جائیں گے × × × × × × × ایک قدم آگے نہ بڑھ سکیں گے۔ یورپ کی ناسی (پیروی) ان کو ذرا بھی فایدہ نہ دیگی × × × × × جب تک ایک نہ ٹھنڈا ہونیوالا جوش اور ایک نہ بجھنے والی آگ اسلام کی محبت کی دلوں میں شعلہ زن نہ ہوگی اور وہ ماسوا الاسلام جو کچھ ہے سب پھونک دے اور آپ دیوانہ وار سر کیف اسلام سے مدد لینے اور اسلام کی مدد کرنے کے لئے اُٹھ نہ کھڑے ہوں یقین جانئے کچھ نہ ہوگا" بات تو ٹھیک ہے مگر سوال یہ ہے کہ ایثار کا مادہ کس طرح پیدا ہو اور مسلمانوں کو پھر کون مسلمان بنائے اور ان میں نہ ٹھنڈا ہونیوالا جوش کیونکر پیدا ہو۔ صاف ظاہر ہے کہ ان کا تعلق ایک ایسے شخص سے ہو جو خدا سے مکالمہ کا شرف رکھتا ہو۔ اس کے اندر ایک جذب ہو اور وہ ہمت بلند رکھتا ہو اور وہ خدا کی روح سے مؤید ہو اور موجودہ مشکلات سے نکلنے کیلئے براہ راست اپنے مولی کاشف الضر سے ہدایات پاتا ہو اور دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عہد لیتا ہو۔ مبارک وہ جنکا پیوند اس شجرہ توحید سے ہوا۔ کیونکہ وہ اپنے موسم پر پھل لائینگے۔

جو خال حد سے بڑھ گیا بے شک مسا ہوا

تفریط بھی بری۔ افراط اس سے بھی زیادہ قابل اعتراض۔ ترقی۔ ترقی۔ پکارنے والے اب لوگ تنزل کیطرف رجعت قہقری فرما رہے ہیں۔ ابھی پچھلے دنوں اخبار روس میں پڑھا کہ عمر لمبی پانے کا نسخہ یہ ہے کہ انسان اپنے ہاتھوں کے بل چلے یعنے انسان سے حیوان بنے۔ اشرف المخلوقات سے چارپائے کی شکل اختیار کرے۔ پھر جتنی دیر چاہے جئے۔ اور اس سے پہلے اخباروں میں یہ پڑھا تھا کہ صحت زندگی کے لئے ضروری ہے کہ انسان قدیم زمانے کے وحشی لوگوں کیطرح ننگا رہے۔ اور میوے کھائے چشمے کے پانی پیئے اور نمک کا استعمال کم کر دے۔ غرض تہذیب کا انتہائی معراج اول درجے کی وحشت بتایا گیا ہے

اب نئی بات سنئے اول تو عورتوں کو بیانتک آزادی دیگئی۔ کہ تعلقات زوجیت سے الگ رہنا بھی ان کا حق آزادی سمجھا گیا۔ پھر جب تہذیب کا یہ قانون انتہا کو پہنچ گیا۔ مقام ٹرسیٹ میں جبراً شادی کرانے کی تجویز کی گئی ہے۔ ہر سال تمام ناکتخدا عورتیں اور مرد جنکی عمریں بالترتیب ۲۵ و ۳۰ سال ہوگئی ہوں ایک سنڈیکیٹ کے سامنے پیش ہوا کریں اور جو لوگ ڈاکٹری امتحان میں تازہ و توانا ثابت ہوں۔ ان میں سے عورتوں اور مردوں کے نام الگ الگ صندوقوں میں ڈال دیئے جائیں اور ایک ایک کے نکالیں جن زن و مرد کے نام ایک ساتھ نکلیں انکی باہم شادی کر دیجائے۔ یا تو ایسی آزادی کہ سوائے کورٹ شپ کے شادی نہ ہو یا یہ جبر کہ ہندوستان کی وحشی قوموں میں بھی بہت کم پایا جائے۔

غازیپور کا ناگوار واقعہ

مسلم گزٹ میں کوئی صاحب لکھتے ہیں کہ مولانا محمود عنوان صاحب وعظ کر رہے تھے بدقسمتی سے شمس العلماء مولوی ابو الخیر صاحب خان بہادر بھی شریک محفل میلاد ہوئے۔ واعظ صاحب نے چونکہ خصوصیت کیساتھ مولانا امانت اللہ رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا محمد فصیح کا ذکر نہیں کیا اسلیئے جناب خان بہادر بہت برہم ہوئے۔ واقع میں یہ بہت ناگوار واقعہ ہے۔ مگر نہ اس لئے کہ مولانا امانت کا ذکر نہیں ہوا۔ بلکہ اس لئے۔ کہ قرآن مجید میں ایک آیت ہے واذا ذکر اللہ وحدہ اشمأزت قلوب الذین لا یومنون بالاخرۃ۔ واذا ذکر الذین من دونہ اذا ھم یستبشرون۔ آہ جو لوگ مومن کہلاتے ہیں۔ مسلمان ہونیکے مدعی ہیں انہیں ایسے مناقشات پیش آئیں

اللھم ارحم علے امۃ محمد صلے اللہ علیہ وسلم۔

ہندوستان میں علمی مذاق

کینیڈا کے ۸۰ لاکھ باشندوں کیواسطے ۲۰ یونیورسٹیاں ہیں اور انگلستان کے ساڑھے چار کروڑ کے لئے بیس اور جرمنی کے ساڑھے چھ کروڑ کے لئے اکیس اور بالمقابل اسکے ہندوستان کے ۳۰ کروڑ کے لئے صرف گیارہ۔

"ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا" قصور گورنمنٹ کا

سیّد ادریسی کا خط

بنام امام یحییٰ حمید الدّین

نوشتہ ۱۶- ربیع الاول ۱۳۳۱ھ

نمبر (۳)

گذشتہ سے پیوستہ

ان امور سے ثابت ہوتا ہے کہ اب طرابلس کے مقاموں میں ان لوگوں کے ٹھیرنے کی غرض رعایہ دشمن کی مدافعت نہیں جو ایک اسلامی طاقت کا فرض عین ہونا چاہیئے۔ نہیں بلکہ ہے اور کہ ان کی اصل غرض صرف یہ ہے کہ اسلامی بلاد کو بیچکر اپنا کیسہ پر کریں۔ آج اسلام کی حالت ترکوں کی مہربانیوں سے واقعی ایک بیکس غریب الوطن مسافر کی لاش کی طرح ہو رہی ہے جس کو صرف قبر میں اتار نا باقی ہے۔

جب ہمنے انہیں کہا کہ اس وقت مصلحت یہی ہے کہ آپ لوگ بھی ساتھ نکلکر عربی فوج کے ساتھ ہو جائیں تاکہ حدیدہ پر اطالویوں کا قبضہ ہو جانیکے بعد مفرزہ کا مرکز تو مسلمانوں کے ہاتھ ہی رہے۔ اور وہاں پر سے مدافعت کی جا سکے ہاں اگر وہاں آپ مدافعت کیلئے نکلنا نہیں چاہیں گے تو آپ کو مجبور نہیں کیا جائیگا۔ اگر آپ لوگ اپنے سرداروں کے ساتھ ہونا پسند کریں گے تو بھی آپ کو اختیار ہوگا۔" تو انہوں نے ایک بھی نہ مانی۔ اور صاف انکار کر دیا۔ جسکا خمیازہ بھی انہوں نے بھگت لیا۔

نہایت تعجب کی بات ہے کہ یہ لوگ ایسے کہتے ہیں (جیسا کہ وہاں سے واپس آنیوالے دوستوں کے ذریعہ ہمیں اطلاع ملی ہے) کہ ہم صرف اس وجہ سے مدافعت نہیں کر سکے کہ ہمیں دو طرفہ آگ کا اندیشہ تھا۔ ایک تو اطالویوں کے حملہ کی آگ اور دوسری اسیریوں کی ناگہانی یورش ہم نہیں سمجھتے کہ کس بنا پر انہیں یہ اندیشہ پیدا ہوا۔ اس لیے جہاد احتمال کے دفعیہ کا تو اسیر اور حدیدہ کا درمیانی فاصلہ ہی کافی ذمہ دار تھا۔ جو تین یوم کے راستہ سے کسی صورت میں کم نہیں۔ فرض کرو کہ اس موقعہ پر واقعی انہیں ہماری طرف سے حملہ کا اندیشہ تھا جس کے باعث وہ مدافعت کی جرات نہیں کر سکے لیکن طرابلس پر اطالویوں نے کیونکر قبضہ پا لیا۔ کیا وہاں بھی ہماری وجہ سے ہی یہ لوگ مدافعت کیلئے نہیں اُٹھ سکے تھے۔ وہاں کی تمام کی ساری رعایا بھی دولت عثمانیہ کی نہایت ہی ہوا خواہ اور جانثار تھی بلکہ وہ لوگ تو ابھی تک نہایت استقلال کے ساتھ اطالیوں کے مقابلہ میں جانثاری کر رہے ہیں۔

یہ امر بھی کچھ کم قابل تعجب نہیں ہے کہ دشمن کا قبضہ ہوجانے سے پیشتر ہی ترکوں نے اپنے ہتھیار رکھ دیئے تھے اور معدودے چند آدمیوں کے سوا باقی سب کیا سپہ اور کیا سپہ سالار سب کچھ چھوڑ بیٹھے تھے اور اس کے بعد بھی بیچارے مجاہدین کو کسی قسم کی ایک ذرہ بھر بھی امداد نہیں دی۔

غالباً قبل ازیں ہم یہ بات گوشگذار جناب والا کرا چکے ہیں۔ کہ جس رات ترک جازان سے روانہ ہوئے۔ اس کے بعد کی صبح کو اطالویوں کیطرف سے براہ سمندر ایک چٹھی موصول ہو کر مجاہدین کے ہاتھ میں آگئی۔ جس میں انکی طرف سے ترکوں کو الٹیمیٹم دیا گیا تھا۔ اور یہ دھمکی دیکر ترک افسران کو اطالوی رعایا کی طرف خاص توجہ رکھنے اور ان کے حقوق کی خصوصیت سے رعایت رکھنے کی تاکید کی گئی تھی جس سے ہمیں بہت تعجب ہوا۔ کیونکہ جو لوگ ان کے خون کے پیاسے ہیں۔ ان کے یہ تو ایسے دلدادہ ہو رہے ہیں کہ جو چاہیں ان سے منوا لیں لیکن ہم مسلمانوں سے اگر ذرہ بھی لغزش ہو جائے تو بس ایک قیامت برپا ہو جاتی ہے۔

اس وقت ہمیں آپ کی طرف سے ایک جدید عنایت نامہ موصول ہوا ہے جس کے ورود مسعود سے ہمیں بہت مسرت حاصل ہوئی ہے۔ اس میں آپ تحریر فرماتے ہیں کہ

"اگر دولت عثمانیہ کے اعلیٰ افسروں کی حالت واقعی ناگفتہ بہ ہے تاہم اس میں شک نہیں کہ بیرونی مصائب کے وقت اندرونی پرانے سے پرانے کینے بھی سینوں سے دھوئے جاتے ہیں۔ ان لوگوں کی سابقہ فساد پسندی اور بیرونی مظالم کو مدنظر رکھ کر اس وقت انہیں انتقام و پاداش کا نشانہ بنانا مناسب نہیں۔"

جناب والا اس بات کے اثبات کا کون ذمہ دار ہے کہ ہمارے دل میں انکی نسبت کسی قسم کا کوئی کینہ ہے۔ کیا باوجود انکی متواتر تعدیوں کے جو محتاج بیان نہیں آجتک ہمنے کبھی انتقام سے کام لیا ہے۔ کیا سلیمان پاشا کے خط کے جواب میں ہم نے صلح کے لئے مرحبا اور اہلاً و سہلاً نہیں کہا۔ اور کیا موجودہ مخاصمت کو دور کرنے کے لیے ہمنے اپنے ایک خاص مخلص دوست کو ان کی طرف روانہ نہیں کیا (جیسے کہ قبل ازیں معروض ہو چکا ہے) اس وقت بھی ہمنے ان کے سابقہ سلوکوں کیطرف کچھ توجہ نہ کی تھی۔ یاد ہو گا کہ اس سے پیشتر وہ ہمیں حاملہ عورتوں کے پیٹ شق کرنے اور دیگر اسی قسم کے مہالک کی دھمکی دے چکے تھے۔ آپ مہربانی فرماکر ہمیں آگاہ فرمائیں کہ ان حالات میں اس سے بڑھکر ان سے ہم کیا برتاؤ کر سکتے ہیں۔ کیا اس سے بڑھ کر کوئی نرمی اور انصاف پسندی کی راہ ہو سکتی ہے کہ جو لوگ ابھی کل کے دن ہمارے جانی دشمن تھے۔ آج ہم ان سے نہایت محبت و احسان و مروت کے ساتھ پیش آتے ہیں۔ یہ کس لیے کیا گیا محض اسلئے کہ تا فساد رفع ہو کر امن قایم ہو جاوے گا۔۔۔۔ عقل سلیم اس بات کی اجازت دیتی ہے کہ ہم دیدہ و دانستہ ہلاکت میں گریں یا کیا دین کے رو سے ہمیں ایسا کرنا چاہیئے ہرگز ہرگز نہیں۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے ولا تھنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان کنتم مومنین ط

علاوہ بریں جس بات کا آپ نے مشورہ دیا ہے اسے ہم زیادہ سے زیادہ صرف آپکی ذاتی رائے اور آپ کا ذاتی خیال کہہ سکتے ہیں۔ یہ معلوم نہیں کہ اس بارہ میں ان لوگوں کی کیا رائے ہے کیونکہ ان میں سے کسی ذمہ وار اور معتمد علیہ افسر کا جس سے اس بارہ میں اور آستانہ علیا میں مراسلات پہنچانے کے بارہ میں گفتگو مناسب و شایاں ہو ایسا ارادہ ابتک ثابت نہیں ہوا نیز ہمنے آپ کے مشورہ کو آپکی ذاتی رائے اس لیے قرار دیا ہے۔ کہ یمن کا علاقہ اب حکومت عثمانیہ سے الگ ہو چکا ہے۔ کیونکہ دونوں کے درمیان اب اطالوی طاقت حایل ہو گئی ہے۔ پھر آپ تحریر فرماتے ہیں کہ۔

"اگر ہم میں اور ان میں مفارقت ہو جائے تو آپ کے اور ان کے درمیان مصالحت بآسانی ہو سکتی ہے" اسکے جواب میں معروض ہے کہ ان الفاظ کے پڑھنے سے میں دیکھتا ہوں کہ میرے دل میں کبیدگی سی پیدا ہو رہی ہے کیونکہ جب انہوں نے بھیر وار کرنا چاہا تھا۔ تو اگرچہ آپنے درمیان میں آکر مصالحت کرانی چاہی تھی (جسکے لیے میں تہ دل سے آپکا شکریہ ادا کرتا ہوں) تاہم با ضابطہ معاہدہ کے رنگ میں نہ تھی۔ بلکہ محض اس بنا پر تھی کہ اس میں ترکوں کے حق میں مصلحت تھی یہ اس موقعہ پر دوستانہ شکوہ کے رنگ میں یہ عرض کر دینا غیر مناسب نہیں سمجھتا کہ مجھے افسوس ہے کہ آپنے اس وقت انہیں مجھ پر ترجیح ہی نہیں دی تھی بلکہ ایک گونہ مجھ پر [illegible] (باقی)

اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَام

کفار مکہ کی تباہی

انسان ہمیشہ اپنے اردگرد کے واقعات سے اندازہ لگا سکتا ہے

انسان کا قاعدہ ہے کہ اس کے انداز ہمیشہ اسی کے اردگرد کے واقعات پر مبنی ہوتے ہیں۔ اور وہ جب کوئی خیال کرتا ہے تو ایسی ہی باتوں سے نتائج اخذ کرتا ہے جو اس کے اردگرد ہوں۔ جو لوگ مختلف ممالک اور قوموں کے رسم و رواج پر غور کرتے ہیں اور ان کا مقابلہ کر کے ان سے مفید نتائج نکالنے کے عادی ہیں۔ خوب جانتے ہیں کہ ہر ایک قوم کی چال ڈھال رسم رواج اور طرز کلام اس ملک کی آب و ہوا پیدائش اشیاء حالت ملک سے بہت کچھ متاثر ہوتے ہیں۔ انگریزوں کی شاعری کو دیکھو کہ اس میں شاہ بلوط کا ذکر بہت ہوگا۔ سمندر میں تیرنے اور مچھلیاں پکڑنے اور بحری ڈاکوؤں کے کارناموں سے پر ہوگی۔ عرب شاعر ریت کے ٹیلوں اونٹ کی خوبیوں مہمان نوازی کے بیان اور بہادری کے کارناموں کے اظہار پر زور دیگا۔ ہندوستان کا شاعر ان دونوں سے الگ ہو کر کوئل کی آواز گنگا جمنا کے نظارے مرگھٹ کی خاموشی۔ کھیتی باڑی کی زندگی اور اس قسم کے اور خیالات سے اپنے کلام کو دلچسپ بنائیگا۔ اور اس کی وجہ یہی ہے کہ انسان کے خیالات اس کے اردگرد کے واقعات پر مبنی ہوتے ہیں۔

آجکل جاٹوں اور زمینداروں سے پولیس کا زیادہ کام پڑتا ہے اگر بہتری زمینیں ہوں تو ضلعدار سے اس لئے کسانوں سے پوچھکر دیکھلو۔ دیہات کے رہنے والوں سے دریافت کرلو۔ وہ لفٹنٹ گورنر یا وائسرائے کو جانتے ہی نہیں۔ ان کے خیال میں زندگی کا معراج پٹوار تھانہ داری۔ یا ضلعداری ہی ہے۔ ایک اکسٹرا اسسٹنٹ کا قصہ مشہور ہے کہ اس سے ایک دیہاتی فقیر نے سوال کیا اس نے اسے پیسہ دیدیا اس پر فقیر نے پوچھا کہ تم کون ہو۔ یہ معلوم کرنے پر کہ وہ ڈپٹی ہے اس نے بے اختیار دعا کی کہ خدا تمہیں تھانیدار بنائے اور اس کی وجہ یہی تھی کہ وہ تھانہ دار کو سب عہدہ داروں سے اعلیٰ عہدہ دار سمجھتا تھا۔ رسول کریم جب مکہ میں رہتے تھے تو آپ کے اردگرد تمام مشرکین کے گروہ تھے اور انہیں سے آپ کو ہر وقت پالا پڑتا تھا۔ اور صبح شام انہیں میں زندگی بسر کرتے تھے آپکے چچا اور دیگر رشتہ دار بھی اسی مذہب کے تھے یہودی تو وہاں کوئی تھا ہی نہیں۔ مسیحی بھی کوئی پانچ دس ہوں تو ہوں وہ بھی ایک ورقہ ابن نوفل کے سوا جو آپکے حضرت خدیجہ کیطرف سے بھائی تھے سب کے سب غلام تھے ایسی صورت میں یہود و نصاریٰ کی عظمت آپ کے دل پر کیا بیٹھ سکتی تھی پھر جو قوم آپ کے مقابل تھی وہ مشرکین کی تھی وہی آپ کو دکھ دیتے انہیں میں آپ تبلیغ کرتے انہیں میں سے نکلکر لوگ آپکی جماعت میں شامل ہوتے یہود و نصاریٰ میں سے ایک آدمی بھی مکہ کی زندگی میں اسلام میں داخل نہیں ہوا اور نہ ایسے سامان ہی تھے کیونکہ جب وہ قوم وہاں موجود ہی نہ تھی تو ایمان کیونکر لاتی۔ پھر ایسے آدمیوں کا جو مشرکین سے نکلکر اسلام میں داخل ہوئے ہوں۔ اور ایسے ملک میں کہ جہاں مسیحی یہودی نام تک کو نہ پائے جاتے ہوں یہ خطرہ بالکل نہیں ہو سکتا تھا کہ وہ لوگ خدانخواستہ کہیں مسیحی یا یہودی نہ ہو جائیں اور نہ رسول کریم کو اسبات کا خیال پیدا ہونا چاہیے تھا۔

سورۃ فاتحہ میں یہودی عیسائی نہ بننے کی دعا

لیکن کیا یہ عجیب اور غیر معمولی بات نہیں کہ سورۃ فاتحہ مکہ میں اتری ہے (جیسا کہ اکثر روایات سے ثابت ہے اور قیاس بھی یہی چاہتا ہے کیونکہ نماز مکہ میں فرض ہوئی ہے اور سورۃ فاتحہ کے بغیر نماز نہیں ہو سکتی) اور اس سورۃ کے آخر میں مسلمانوں کو یہ دعا سکھائی گئی ہے کہ غیر المغضوب علیہم ولا الضالین یعنے اے خدا ہمیں نیکوں کا راستہ دکھا لیکن ایسا نہ ہو کہ ہم نیک بننے کے بعد بھی یہودی اور عیسائی بنجائیں یا انکی طرح ہو جائیں۔ خود آنحضرت نے مغضوب علیہم اور ضالین کے معنی یہود و نصاریٰ کئے ہیں لیکن سوال یہ ہے کہ دعا میں مشرکین کا ذکر کیوں نہیں کیا گیا یہ دعا کیوں نہ سکھلائی گئی کہ ہم مشرکین میں سے نہ ہو جائیں جو قوم تمام اردگرد پھیلی ہوئی تھی اور جس میں سے نکلکر مسلمان بنے تھے وہ تو مشرکین کی تھی اس لئے زیادہ خوف تو یہ ہو سکتا تھا کہ مسلمان نعوذ باللہ مشرکین کیطرف واپس ہو جائیں لیکن نہ صرف یہ کہ یہود و نصاریٰ ہو جانے سے بچنے کی دعا سکھلائی گئی ہے جو بالکل اردگرد نہ تھے بلکہ خود اہل مکہ یعنی مشرکین سے بچنے کی دعا ہی نہیں کی گئی اور اس سورۃ میں ان کا نام تک نہیں لیا گیا ذکر ہی چھوڑ دیا گیا ہے۔

مشرکین کی تباہی کی پیشگوئی

اس میں یہی حکمت تھی کہ قرآن شریف خدا کا کلام ہے اور اللہ تعالیٰ ظاہر و پوشیدہ سب باتوں کو جانتا ہے اور اس پر کوئی بات پوشیدہ نہیں اور جسطرح وہ پچھلی باتوں کو جانتا ہے اسی طرح حال کی اور اسی طرح آئندہ کے واقعات سے بھی باخبر ہے وما تکون فی شان وما تتلوا منہ من قرآن ولا تعملون من عمل الا کنا علیکم شہودا اذ تفیضون فیہ وما یعزب عن ربک من مثقال ذرۃ فی الارض ولا فی السماء ولا اصغر من ذلک ولا اکبر الا فی کتاب مبین اور یہ علیم و خبیر خدا جانتا تھا اور اس کا ارادہ تھا کہ کفار مکہ کو بالکل ہلاک کر دے اور ان کے مذہب کا ایسا استیصال کر دے کہ پھر اس مذہب کا نام لیوا دنیا کے پردہ پر کوئی باقی نہ رہے اور یہ بھی اس کا فیصلہ تھا کہ یہود و نصاریٰ دنیا میں قیامت تک رہینگے اس لئے چونکہ کفار مکہ نے تو تباہ ہی ہونا تھا اور ان کا نام و نشان مٹ جانا تھا اس لئے ان سے بچنے کی دعا کی ضرورت ہی کچھ نہ تھی لیکن یہود و نصاریٰ نے چونکہ قائم رہنا تھا اور خصوصاً نصاریٰ کا زور ہونا تھا اور مسلمانوں نے یہود کا رنگ اختیار کرنا تھا۔ اس لئے خدا تعالیٰ نے مسلمانوں کو سورۃ فاتحہ میں یہ دعا سکھائی کہ پانچوں وقت کی نمازوں میں ہر رکعت میں خدا تعالیٰ سے یہود و نصاریٰ کے مثیل بننے کی پناہ مانگیں چنانچہ اس پیشگوئی کے ماتحت مشرکین مکہ کا ایسا نام و نشان مٹا کہ آج کوئی دنیا کی قوم نہیں جو اپنا مذہب ان کیساتھ ملاتی ہو۔ لات و منات و عزیٰ کا پجاری کوئی نہیں ملتا۔ اور ہمیشہ کیلئے وہ مذہب تختۂ دنیا سے اُلٹا دیا گیا وہ مذہب کوئی چھوٹا سا مذہب نہ تھا۔ اور کسی انسان کا کام نہ تھا کہ ایسے وقت میں جبکہ انکے ساتھ کوئی جماعت نہ ہو جب وہ ایک نہایت کمزور حالت میں ہو جب اس کا دشمن نہایت قوی ہو ایک سارے ملک میں پھیلا ہوا ہو یہ بات قبل از وقت کہدے کہ یہ سب لوگ اپنے دین کو ترک کر دینگے اور کچھ عرصہ کے بعد یہ مذہب بالکل دنیا سے اُٹھ جائیگا ایسی بات خدا ہی کہہ سکتا ہے اور اس پیشگوئی نے ثابت ہو کر اسلام کے خدا کی طرف سے ہونے پر مہر لگا دی ہے۔

رسول کریم ایسا نہ کہہ سکتے تھے

اگر یہ دعا انسانی ہوتی اور انسان کے دماغ کی اختراع ہوتی اور نعوذ باللہ رسول کریم کی بنائی ہوئی ہوتی . . . . تو جیسا کہ میں پہلے لکھ آیا ہوں انسانی فطرت کے مطابق اس میں صرف یہی بیان کرتے کہ ہم مشرکین سے نہ ہو جائیں لیکن یہود و نصاریٰ سے بچنے کی دعا کرنا اور مکہ کے لوگوں کا ذکر تک نہ کرنا جو چاروں طرف پھیلے ہوئے تھے یہ ثابت کرتا ہے کہ یہ آپکی بنائی ہوئی نہ تھی بلکہ اس خدا کیطرف سے تھی جو کسی ملک کی حالت یا اسکے مناظر سے متغیر

تصدیق المسیح

مسیح کو کتاب ملی تھی

اب قرآن شریف سے یہ ثابت کر چکنے کے بعد کہ حضرت مسیح کو شریعت نہیں ملی تھی میں ان آیات کو لیتا ہوں کہ جن سے شبہ ہوتا ہے کہ شاید شریعت ملی ہو پہلی آیت تو یہ ہے کہ حضرت مسیح کا ایک قول قرآن شریف میں نقل کیا گیا ہے واٰتانی الکتٰب مجھے خدا نے کتاب دی ہے۔ بعض لوگ اس سے یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ مسیح صاحب شریعت تھے۔ لیکن یہ لوگ قرآن شریف کو غور سے دیکھیں تو وہاں یہ بھی لکھا ہے کہ ولقد اٰتینا بنی اسرآئیل الکتٰب والحکمۃ والنبوۃ یعنے البتہ ہم نے بنی اسرائیل کو کتاب اور حکم اور نبوت دی ہے۔ اب اگر اٰتانی الکتٰب سے مراد یہ ہے کہ حضرت مسیح پر نئی شریعت نازل ہوئی تھی تو اس آیت کے یہ معنی ہونگے کہ ہم نے بنی اسرائیل میں سے ہر ایک پر شریعت اتاری ہے اور اسے حکم و نبوت دی ہے اور اگر اس کے یہ معنے کئے جاتے ہیں کہ انہیں حضرت موسیٰ کی معرفت کتاب و حکم و نبوت ملی تو پھر حضرت مسیح کے متعلق بھی کہا جا سکتا ہے کہ انہیں بھی باقی بنی اسرائیل کی طرح حضرت موسیٰ کی معرفت کتاب ملی یعنے اللہ تعالےٰ نے انہیں توراۃ کا علم دیا۔

دوسری آیت جو حضرت مسیح کی تشریعی نبوت کے ثبوت میں پیش کی جاتی ہے فلیحکم اھل الانجیل بما انزل اللّٰہ فیہ ہے۔ اور اس سے یہ نتیجہ نکالا جاتا ہے کہ اگر انجیل کوئی شریعت تھی تو پھر کیوں کہا گیا کہ اہل انجیل انجیل کے مطابق فیصلہ کریں لیکن ایسا کہنے والے یاد رکھیں کہ اس صورت میں اس آیت سے یہ مطلب نکلیگا کہ قرآن شریف کے نزول کے بعد بھی دوسری شریعتیں جاری رہیں اور ان پر عمل کیا گیا۔ اور وہ منسوخ نہیں ہوئیں۔ لیکن یہ قرآن و حدیث کے خلاف ہے۔ پس اس آیت کے کوئی ایسے معنے کرنے ہوں گے جو قرآن شریف کے خلاف نہ ہوں اور وہ یہی معنی ہیں کہ اللہ تعالےٰ نصاریٰ کو رسول اللہ کی نبوت کی نسبت فرماتا ہے کہ اپنے گمانوں کو چھوڑ کر میری نبوت کو انجیل کے مطابق پرکھ لو۔ اور میری نبوت کے معائنہ کیلئے اپنے خیالات کی بجائے انجیل کو حکم کو قرار دو۔

تیسری آیت یہ پیش جاتی ہے کہ شرع لکم من الدین ما وصّٰی بہٖ نوحًا والذی اوحینا الیک وما وصّینا بہٖ ابراھیم وموسٰی وعیسٰی ان اقیموا الدین ولا تتفرقوا فیہ کہ مقرر کیا ہمنے تمہارے لئے دین سے جس کی وصیت کی تھی نوحؑ کو اور جو تیری طرف وحی کی ہے اور جسکی وصیت کی ہم نے ابراہیم موسیٰ اور عیسیٰ کو یہ کہ قایم کرو دین کو اور دین میں اختلاف نہ کرو لیکن اس سے مسیح کی تشریعی نبوت بالکل ثابت نہیں ہوتی۔ اس آیت سے تو یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ حضرت نوح رسول کریم حضرت ابراہیم و موسیٰ و عیسیٰ ان سب کو وحی ہوئی تھی کہ دین کو قایم رکھو اور اس میں اختلاف نہ کرو۔ اب یہ کوئی ایسی بات نہیں جس سے سمجھا جائے کہ حضرت مسیح پر شریعت نازل ہوئی تھی۔ دین کو قایم رکھنے اور اس میں اختلاف نہ کرنے کا حکم تو عام ہے۔ رسول کریم کے بعد اولیاء اصحاب کشوف کو بھی ہو سکتا ہے اور سب انبیاء کو یہ حکم ہوا ہے اس سے شریعت کا کیا تعلق ہے؟۔ حضرت مسیح کو حکم ہؤا ہوگا کہ توراۃ کو قایم کرو اور اس میں اختلاف نہ ہونے دو۔

چوتھی آیت یہ پیش کیجاتی ہے کہ مسیح کی نسبت فرمایا کہ ولاحل لکم بعض الذی حرّم علیکم۔ مسیح اس لئے آئے کہ حلال کریں تمہاری بعض وہ چیزیں جو حرام کیگئی تھیں اس سے بھی شریعت ثابت نہیں ہوتی۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ نے کہیں نہیں فرمایا کہ وہ چیزیں تمہارے لئے حلال کرے جو کہ بتیر توراۃ میں حرام کی گئی تھیں۔ بلکہ حرام کرنیوالے کا نام نہیں لیا۔ اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے بڑوں نے بعض باتیں رسم کے لحاظ سے ناجایز کردی ہوں گی حضرت مسیح کیلئے ان رسومات کو مٹا کر یہودیوں کو ظلمت سے نکال لیا۔ اور پہلی آیات سے ملا کر یہی معنی درست بنتے ہیں۔ اور قرآن شریف کے مختلف مقامات کو پڑھ کر صاف نتیجہ نکلتا ہے کہ نبوت کی دو قسمیں ہیں تشریعی اور غیر تشریعی۔ اور یہ بھی ثابت ہوتا ہے۔ کہ حضرت مسیح کی نبوت غیر تشریعی تھی۔ اس لئے ان کا مثیل بھی دنیا میں انہیں کی طرح نبی ہو کر آیا لیکن جس طرح وہ توراۃ کے تابع تھے۔ وہ اکمل الکتب قرآن شریف کا تابع ہو کر دنیا کا ہادی بنا۔

امر بالمعروف

احمدیوں کے فرائض

اللہ تعالےٰ کے فضل و احسان سے ہم میں ایک مامور مبعوث ہؤا اور اپنی قوت قدسی اور گریہ زاری اور دعاوں سے اُس نے آسمان کے مالک ذی العرش کے رحم کو ہم پر نازل کیا اور ایسے ایسے فضل ہوئے کہ ان کا گننا ہماری طاقت و قدرت سے باہر ہے لوگوں نے اس مامور کے ماننے پر ہمیں کافر و مرتد قرار دیا علماء کے فتووں نے ہمیں ان تمام گندے سے گندے القاب کا مستحق قرار دیا جو کہ ادنیٰ سے ادنیٰ گنہ گار سے گنہگار انسان کے لئے عقل انسانی نے کبھی تجویز نہ کئے ہوں ہمارے قتل کو مباح ہی نہیں کیا گیا۔ ہم گردن زدنی ہی نہیں قرار دیئے گئے بلکہ ہم کو قتل کیا گیا۔ رجم کا قرآن کریم میں ذکر نہیں اور حدیث میں بھی خاص ایک قسم کے زانی کے لئے اجازت اور حکم تھا۔ مگر ہم کو رجم کیا گیا۔

یزید کی کہانی کو ہم تعجب سے سنا کرتے تھے۔ مگر ہم نے سادات کو رجم ہوتا آنکھ سے دیکھا۔ [illegible] اس زانی کا رجم جسکے لئے احادیث میں حکم ہے۔ افغانستان۔ ایران۔ عرب شام۔ مصر۔ افریقہ اور استنبول میں ترک کیا گیا۔ مگر ہمارے رجم کا عمل درآمد ہؤا۔ ہمارا مال لوٹ لینا جایز سمجھا گیا۔ اور ہمیں دکھ دینا کار ثواب خیال کیا گیا۔ ہم سے بولنے چالنے رشتہ داری اور ناطہ کے تعلقات قطع کئے گئے اور ہمارے سلام کا جواب دینے والے کو مرتد کا خطاب دیا گیا۔ اور بعض گدی نشینوں نے تو یہاں تک کہدیا کہ جو احمدیوں سے ہمکلام ہو اس کی بیوی کو طلاق ہو جاتی ہے اور عوام الناس کو ایسا بہکایا کہ انہوں نے اپنے کنوؤں سے پانی لینے سے روکدیا اور بعض جگہ پر سقوں اور چوڑہوں کو روکدیا گیا کہ وہ احمدیوں کے پانی بھریں اور ان کے مکانات کی صفائی نہ کریں۔ دھوبیوں سے کہا گیا کہ وہ کپڑے دھونے سے انکار کردیں۔ اور ملازمین کو اکسایا گیا کہ وہ احمدی آقا کی خدمت سے علیحدہ ہو جاویں اور اس پر بس نہیں ہوئی بلکہ خدا کے گھر عبادتگاہ اللہ تعالےٰ کے نام لینے کی جگہ مساجد تک کا داخلہ ہمارے لئے بند کردیا گیا۔ اور من اظلم ممن منع مسٰجد اللّٰہ ان یذکر فیھا اسمہ کو عملاً منسوخ کردیا خائفین ہو کر مسجد دل میں داخل ہونا ترک ہؤا۔

اور یہ سب کچھ ہم میں سے اکثر نے برداشت کیا کیونکہ وہ جانتے تھے کہ یہ مصائب خدا کے لئے اور اس کے احکام ماننے کے سبب سے ان پر پڑ رہے ہیں۔ اور یہ زبان حال سے اپنے تکلیف دینے والوں کو یہی کہتے رہے کہ قل یا اھل الکتٰب ھل تنقمون منا الا ان اٰمنا باللّٰہ وما انزل الینا وما انزل من قبل وان اکثرکم فٰسقون ان مصیبت زدوں نے ہر دکھ اور تکلیف کو برداشت کیا لیکن خدا کے مامور کا انکار نہ کیا۔

لیکن کیا یہ مشکلات جس غرض کے لئے ہم نے برداشت کی تھیں وہ حاصل ہو گئی ہیں کیا معنے اللہ تعالیٰ کی رضا قرآن کریم بقدر طاقت دستور العمل بنانا۔ حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی اتباع۔ اگر باوجود ان مصیبتوں کے ہم پھر بھی ویسے کے ویسے ہی ہیں۔ اور ہمارے نفوس کی اصلاح نہیں ہوئی وہی گند ہمارے دلوں میں مخفی ہیں جو پہلے تھے۔ شیطان نے ہمارا پیچھا نہیں چھوڑا اور اس طغیانی کی رو میں ہم بہے چلے جاتے ہیں جسے فیج اعوج کے ظلماتی بادلوں نے خطرناک صورت میں ہر وادی میں جاری کر دیا ہے اگر ہمارے علایق نفس ابھی تک نہیں کٹے تو بتاؤ ہم نے اُس مامور کے ماننے سے بہ نسبت اوروں کے کسقدر ترقی کی دنیا کی نظروں میں تو ہم پہلے ہی کافر بن چکے تھے اور ہمارے دشمنوں نے تو ہمیں پہلے ہی بندۂ شیطان قرار دیکر طرح طرح کی مصیبتوں کے پہاڑ ہم پر گرا رکھے تھے۔ پھر خدا کی درگاہ سے بھی اگر یہی خطاب ہمیں ملے۔ اور اس کے حضور میں بھی ہم گنہگار ٹھہرے۔ تو ہمارا ٹھکانا کہاں ہوگا۔ دنیا نے ہمیں دھتکار دیا ہے اگر خدا نے بھی نعوذ باللہ ہم سے قطع تعلق کر دیا تو ہمارا کیا بنے گا۔ تمام انسانوں کی نظروں میں سے ہم گر گئے ہیں اگر اس محبوب حقیقی نے بھی ہمیں دل سے نکال دیا تو ہمارے لئے کون سی جائے پناہ ہوگی۔ اگر ایسا ہوا تو ہمارا تو یہی معاملہ ہوگا۔ کہ ؎

"نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم"

ذرہ بتاؤ تو سہی کہ اس صورت میں ہم سے زیادہ بدبخت کون ہو سکتا ہے ہم سے زیادہ کون مستحق ہے کہ اس پر رویا جائے۔ اگر ہمارے اعمال درست ہوں اگر ہم خدا کی دربار میں بار پا جائیں تو یہ دنیا چیز ہی کیا ہے کہ اس کا غم کیا جائے لیکن ان سب مصائب کے برداشت کرنے کے بعد بھی اگر وہ مالک ناراض رہے جو ہمارا خالق و مالک ہے۔ تو ہم سے زیادہ بدقسمت کون ہوگا +

اس لئے اپنے نفوس کی اصلاح کیطرف متوجہ ہو اور اپنے دلوں سے ہر قسم کے کینہ اور بغض نکال دو کہ جن دلمیں یہ بسیرا کرتے ہیں اسے ویران کرکے چھوڑتے ہیں اور جس آبادی میں آتے ہیں اُسے برباد کر دیتے ہیں۔ بعض لوگ کمزور ہوتے ہیں اور اپنی عادت سے مجبور پس اگر کوئی ایسے لوگ ہوں جو اپنی نفسانی کمزوریوں کی وجہ سے اختلاف پیدا کرتے ہوں اور منصوبہ بازیوں سے مختلف جماعتوں میں تفرقہ پیدا کرنا چاہتے ہوں تو ایسے لوگوں کی صحبتوں سے بچو اور خوب سمجھ لو کہ اختلاف تنزل کی جڑھ ہے۔ بدزبانی اور بدلگامی چھوڑ دو کہ ان سے لڑائی بڑھتی ہے بعض لوگ اپنے جوشوں کو دبا نہیں سکتے اور جو منہ میں آتا ہے کہہ بیٹھتے ہیں اور بعد میں انہیں پچھتانا پڑتا ہے لیکن انکے پچھتانے سے کیا بنتا ہے وہ اختلاف کا بیج جو تمام مصیبتوں کا اصل باعث ہے وہ بویا جاتا ہے یہ تو ایک چھوٹا سا لفظ کہکر الگ ہو جاتا ہے لیکن ابتلاؤں کی آندھیاں قوم کو آگھیرتی ہیں اور مصیبتوں کے بادل ٹوٹ پڑتے ہیں۔ اور تباہی کے آثار نظر آنے لگتے ہیں پس بدزبانی سے بچو اور کسی کی نسبت کوئی ایسا لفظ استعمال نہ کرو کہ اس سے قومی تفرقہ پڑے کیونکہ قوموں میں تفرقہ ڈالنے والے خدا کے نزدیک ملعون ہیں۔ ہر ایک جو قطع رحمی کرتا ہے ہر ایک جو کسی گھرانے میں فساد ڈلواتا ہے ہر ایک جو کسی جماعت میں اختلاف کا باعث ہوتا ہے وہ خدا کے احکام کے ماتحت کاٹا جاتا ہے۔ پس وہ کام مت اختیار کرو کہ جس میں خدا کو اپنا دشمن بنا لو۔ انسان کی دشمنی کی برداشت بھی مشکل ہوتی ہے پھر کون ہے جو خدا کے غضب کا مقابلہ کر سکے پس اپنی حالتوں پر رحم کرو اور بجائے دوسروں پر نکتہ چینی کرنیکے اپنی اصلاح کرو کہ قیامت کے دن تم سے یہ نہیں پوچھا جائیگا کہ تم نے کتنے آدمیوں کی نکتہ چینی کی بلکہ خدا تعالیٰ سوال کریگا کہ تم نے اپنے نفس کی اصلاح کے کیا سامان کئے پس پیشتر اس کے کہ موقعہ ہاتھ سے نکل جائے اپنی فکر کرو۔ بدظنیوں کو چھوڑ دو کہ یہ بہت سے فسادات پیدا کر دیتی ہیں۔ ان تمام باتوں سے بچنے کیلئے اور اپنے نفس کی اصلاح کیلئے جڑ سے تعلق پیدا کرو کہ اس کے بغیر تر و تازگی نصیب نہیں ہو سکتی۔ اگر ایک شاخ کو جڑھ سے علیحدہ کرکے ایک بہتے ہوئے دریا میں بھی ڈالدیا جائے تو خبردار وہ نہیں ہو سکتی۔ لیکن اگر وہ تنے کیساتھ لگی ہوئی ہو تو تھوڑے سے پانی دینے سے بھی سرسبز ہو سکتی ہے پس قادیان سے تعلق بڑھاؤ اور اپنے امام کی صحبت کو زیادہ اختیار کرو کیونکہ خوشیلی کے دن ہمیشہ نہیں رہتے اور زمانہ میں تغیر و تبدل ہوتے رہتے ہیں۔ دردمند دلوں کا ملنا آسان نہیں۔ اور خیر خواہ انسان عنقا سے زیادہ معدوم ہیں پس خدا کے حکم کی نافرمانی نہ کرو۔ اور کونوا مع الصادقین کے ماتحت حضرت خلیفۃ المسیح کی صحبت سے فایدہ اٹھاؤ۔ اور قادیان کی آمد رفت کو زیادہ کرو۔ تاکہ بہت سی بدظنیوں سے بچ جاؤ۔ اور اگر اس موقعہ سے فایدہ نہ اٹھاؤ گے تو مجھے خطرہ ہے کہ ولئن کفرتم ان عذابی لشدید کے ماتحت نہ آ جاؤ۔ حضرت صاحب نے عبد الحکیم کے مرتد ہونے کی وجہ بھی لکھی ہے کہ وہ قادیان کم آتا تھا۔ پس تم اس راہ پر مت چلو کیونکہ یہ راہ خطرہ سے خالی نہیں۔ میں نہیں سمجھتا کہ وہ احمدی کیسا ہے جو سال بھر میں دو تین دفعہ بھی قادیان نہیں آتا۔ اور اس امام کی صحبت سے فایدہ نہیں اٹھاتا جس کے ہاتھ پر وہ اپنے آپ کو بیچ چکا ہے۔ خوب غور کرکے دیکھ لو کہ جو لوگ تکبر و خودی کو چھوڑکر قادیان میں آتے ہیں۔ ان کو یہاں سے ایک تعلق ہو جاتا ہے اور بار بار یہاں آنیکی کوشش کرتے ہیں۔ اور ان کی زندگیاں دوسروں کی نسبت بہت پاک ہوتی ہیں۔ پس اپنے امام کی صحبت سے فایدہ اٹھاؤ۔ قادیان کے احمدیوں کی نسبت خدا نے خود خبر دی ہے کہ وہ نیکوں کی جماعت ہوگی پس انکی نسبت بدظنیاں کرکے اپنے آپ کو ہلاک مت کرو اور اگر شک ہو تو براہین کا مطالعہ کرو کہ وہ تمہارے لئے روحانی زندگی کا باعث ہوگی۔ اللہ تعالےٰ تمہیں توفیق دے اور اپنی رحمت کے دروازے تمہارے لئے کھولدے۔ آمین ثم آمین +

وی پی کی بجائے منی آرڈر

جو لوگ اپنے نام جلد اخبار جاری کرانا چاہتے ہیں وہ درخواست کیساتھ منی آرڈر بھجوا دیا کریں وی پی کرنے میں علاوہ بہت سی دقتوں قیمت کی وصولی میں دیر لگتی ہے اخبار کی قیمت پہلے ہی سوچ کر اخراجات کے مطابق رکھی گئی ہے اسلئے رعایت کی درخواستوں پر زور نہیں دینا چاہیئے۔ البتہ جو لوگ غیر مستطیع ہیں وہ سہ ماہی یا ششماہی قیمت اولاً بھیجدیں اور تاریخ اختتام قیمت سے پہلے دوسری سہ ماہی بھیجدیں یا ششماہی کا روپیہ بھیجدیں

مینجر

تاریخ الاسلام

سیرۃ النبیؐ

باب - سوم

اخلاق پر مجموعی بحث

بیشتر اس کے کہ میں آں حضرتؐ کے اخلاق پاکیزہ کا فرداً فرداً ذکر کروں ضروری سمجھتا ہوں کہ اس مضمون پر ایک مجموعی حیثیت سے بھی روشنی ڈالوں - جس سے پڑھنے والے کو پہلے ہی سے تنبیہ ہو جائے کہ کس طرح آپ ہر پہلو سے کامل تھے - اور اخلاق کی تمام شاخوں میں آپ دوسروں کی نسبت بہت آگے بڑھے ہوئے تھے - اس بات کے مفصل ثبوت کے لئے تو انسان کو احادیث کا مطالعہ کرنا چاہیئے - کیونکہ جب آپکا سلوک صحابہؓ سے اور ان کا عشق آپ سے دیکھا جائے تو بے اختیار منہ سے نکل جاتا ہے

مرحبا سید مکی مدنی العربی

دل و جان باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

لیکن اس جگہ میں مختصر یہ بتانا چاہتا ہوں کہ عرب ایک وحشی قوم تھی - اور وہ کسی کی اطاعت کرنا حتی الوسع عار جانتی تھی - اور اسی لئے کسی ایک بادشاہ کے ماتحت رہنا انہیں گوارا نہ تھا - بلکہ قبائل کے سردار عوام سے مشورہ لیکر کام کرتے تھے - یہاں تک کہ قیصر و کسریٰ کی حکومتیں ان کے دونوں طرف پھیلی ہوئی تھیں لیکن انکی وحشت اور آزادی کی محبت کو دیکھکر وہ بھی عرب کو فتح کرنیکا خیال نہ کرتی تھیں - عمرو ابن ہند جیسا بادشاہ زبردست جس نے اردگرد کے علاقوں پر بڑا رعب جمایا ہوا تھا - وہ بھی بدوی قبائل کو روپیہ وغیرہ سے بمشکل لینے قابو میں لاسکا تھا اور پھر بھی یہ حالت تھی کہ ذرہ ذرہ سی بات پر اسے صاف جواب دے دیتے تھے - اور اس کے منہ پر کہہ دیتے تھے کہ ہم تیرے نوکر نہیں کہ تیری فرمانبرداری کریں چنانچہ لکھا ہے کہ عمرو ابن ہند نے اپنے سرداروں سے پوچھا کہ کیا کوئی شخص ایسا بھی ہے کہ جسکی ماں میری ماں کی خدمت کرنیسے عار کرے - اس کے مصاحبوں نے جواب دیا کہ ایک شخص عمرو ابن کلثوم ہے - اور عرب قبیلہ بنی تغلب کا سردار ہے - اس کی ماں بیشک آپکی ماں کی خدمت سے احتراز کرے گی اور اسے اپنے لئے عار سمجھے گی - جس پر بادشاہ نے ایک خط لکھکر عمرو بن کلثوم کو بلوایا اور لکھا کہ اپنی والدہ کو بھی ساتھ لیتے آنا کیونکہ میری والدہ اسے دیکھنا چاہتی ہے عمرو بن کلثوم اپنی والدہ اور چند اور معزز خاتونوں کو لیکر اپنے ہمراہیوں سمیت بادشاہ کے خط کے بموجب حاضر ہو گیا - بادشاہ کی والدہ نے حسب مشورہ اس کی والدہ سے کچھ کام لینا تھا - دونوں زنان خانہ میں بیٹھی ہوئی تھیں - والدہ شاہ نے کسی موقعہ پر سادگی کے ساتھ کہا کہ ذرہ فلاں طباق مجھے اٹھا دو - عمرو بن کلثوم کی والدہ لیلیٰ نے جواب دیا کہ جسے ضرورت ہو خود اٹھالے - اس پر والدۂ شاہ نے مکرر اصرار کیا - لیکن لیلیٰ نے بجائے اس حکم کی تعمیل کے زور سے نعرہ مارا کہ واذلاہ یا بنی تغلب اے بنی تغلب دوڑو کہ تمہاری ذلت ہو گئی ہے - اس آواز کا سننا تھا کہ اس کے بیٹے عمرو بن کلثوم کی آنکھوں میں تو خون اتر آیا بادشاہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا - گھبرا کر اٹھا - چونکہ اپنے پاس تو کوئی ہتھیار نہ تھا ادھر اُدھر دیکھا کہ تلوار کھونٹی کے ساتھ لٹک رہی تھی اس کی طرف جھپٹا اور تلوار میان سے نکالکر ایک ہی وار سے بادشاہ کا سر اڑا دیا - لیکن اس سے بھی جوش انتقام نہ اُترا باہر نکلکر سپاہیوں کو حکم دیا کہ شاہی مال و متاع لوٹ لو - بادشاہ کی سپاہ تو غافل تھی - اس کے سنبھلتے سنبھلتے لوٹ لاٹ کر صفایا کر دیا - اور اپنے وطن کی طرف چلا آیا - چنانچہ اپنے ایک قصیدہ میں اس شاعر نے عمرو بن ہند کو مخاطب کرکے اپنے آزاد ہونے کا ذکر یوں کیا ہے -

ابا ھند فلا تعجل علینا

اے ابا ہند تو ہمارے معاملہ میں جلدی نہ کر -

وانظرنا نخبرک الیقینا

اور ہمیں ڈھیل دے ہم تجھے یقینی بات بتائیں گے

بانا نورد الرایات بیضا

وہ یہ کہ ہم سفید جھنڈوں کے ساتھ جنگ میں جاتے ہیں

ونصدرھن حمرا قد روینا

اور جب واپس آتے ہیں تو وہ جھنڈے خون سے سرخ و سیراب ہوتے ہیں

وایام لنا غرّ طوال

اور بہت سے ہمارے مشہور اور دراز معرکے ہیں -

عصینا الملک فیھا ان ندینا

کہ ہم نے انہیں بادشاہ کی نافرمانی کی تا اسکے مطیع نہ ہو جائیں -

ورثنا المجد قد علمت معدّ

عرب جانتے ہیں کہ ہم بزرگی کے وارث ہیں

نطاعن دونہ حتی یبینا

اپنے شرف کے لئے لڑتے ہیں تاکہ وہ ظاہر ہو جائے -"

الا لا یعلم الاقوام انا

خبردار تو ہمیں یہ نہ سمجھ کہ ہم

تضعضعنا وانا قد ونینا

کمزور اور سست و کاہل ہو گئے ہیں -

الا لا یجھلن احد علینا

خبردار کوئی ہم پر جہالت سے ظلم نہ کرے

فنجھل فوق جھل الجاھلینا

ورنہ ہم ظالموں کے ظلم کا سخت بدلہ دیں گے

بای مشیئۃ عمرو بن ھند

کس وجہ سے عمرو بن ہند تو چاہتا ہے

نکون لقیلکم فیھا قطینا

کہ ہم تیرے گورنر کے فرماں بردار ہو جائیں

تھددنا وتوعدنا رویدا

تو ہمیں ڈراتا ہے اور دھمکاتا ہے جانے بھی دے

متی کنا لامک مقتوینا

ہم تیری ماں کے خادم کب ہوئے تھے -

فان قناتنا یا عمرو اعیت

اے عمرو ہمارے نیزوں نے انکار کیا ہے

علی الاعداء قبلک ان تلینا

تجھ سے پہلے بھی کہ دشمنوں کے لئے نرم ہو جائیں

ان اشعار کو دیکھو کس جوش کے ساتھ وہ بادشاہ کو ڈانٹتا ہے - اور اپنی آزادی میں فرق آتا نہیں دیکھ سکتا - جو حال بنی تغلب کا ان اشعار سے معلوم ہوتا ہے وہی حال قریباً قریباً سب عرب کا تھا - اور خصوصاً قریش مکہ تو کسی کی ماتحتی کو ایک دم کیلئے بھی گوارا نہیں کر سکتے تھے کیونکہ انہیں کعبہ کی تولیت کی وجہ سے جو حکومت کل قبائل عرب پر ..... تھی اس کی وجہ سے انکی مزاج دوسرے عربوں کی نسبت زیادہ آزاد تھی - بلکہ وہ ایک حد تک خود حکومت کرنے کے عادی تھے اسلئے ان کا کسی شخص کی حکومت کا اقرار کرلینا تو بالکل امر محال تھا - یہ وہ قوم تھی کہ جس میں رسول کریمؐ کا ظہور ہوا اور پھر ایسے رنگ میں کہ آپنے انکی ایک نہیں دو نہیں تمام رسوم و عادات بلکہ تمام اعتقادات کا قلع قمع کرنا شروع کیا - جسکے بدلہ انکے دلوں میں آپکی نسبت جو کچھ بغض و کینہ ہوگا وہ آسانی سے

36

مگر آپ کے اخلاق کو دیکھو کہ ایسی آزاد قوم باوجود ہزاروں کینوں اور بغضوں کے جب آپ کے ساتھ ملی ہے اُسے اپنے سر پیر کا ہوش نہیں رہا۔ وہ سب خودسری بھول گئی اور آپکے عشق میں کچھ ایسی مست ہوئی کہ وہ آزادی کے خیال خواب ہو گئے۔ اور یا تو کسی کی ماتحتی کو برداشت نہ کرتی تھی۔ یا آپ کی غلامی کو فخر سمجھنے لگی۔ اللہ اللہ بڑے بڑے خونخوار اور وحشی عرب مذہبی جوش سے بھرے ہوئے قومی غیرت سے دیوانہ ہوکر آپ کے خون کے پیاسے ہوکر آپ کے پاس آتے تھے اور ایسے رام ہوتے تھے کہ آپ ہی کا کلمہ پڑھنے لگ جاتے حضرت عمرؓ جیسا تیز مزاج گھر سے یہ تہیہ کرکے نکلا کہ آج اس مدعی نبوت کا خاتمہ ہی کرکے آؤنگا۔ غصہ سے بھرا ہوا تلوار کھینچے ہوئے آپ کے پاس آتا ہے لیکن آپ کی نرمی اور وقار و سکینت اور اللہ تعالےٰ پر ایمان دیکھکر آپ کو قتل تو کیا کرنا تھا۔ خود اپنے نفس کو قتل کرکے حلقہ بگوشوں میں داخل ہوگیا۔ کیا کوئی ایک نظیر بھی دنیا میں ایسی معلوم ہوتی ہے کہ جس سے یہ معلوم ہو سکے کہ ایسی آزاد اور خونخوار قوم کو کسی نے ایسا مطیع کیا ہو اور وہ اپنی آزادی چھوڑ کر غلامی پر آمادہ ہو گئی ہو۔ اور ہر قسم کی فرمانبرداری کے نمونے اس نے دکھائے ہوں۔ اگر ایسی کوئی قوم پائی جاتی ہو تو اس کا نشان و پتہ ہمیں بتاؤ۔ تاہم بھی تو اس کے حالات سے واقف ہوں۔ لیکن میں سچ سچ کہتا ہوں کہ کوئی مصلح ایسے وسیع اخلاق لیکر دنیا میں نہیں آیا۔ جیسا کہ ہمارا آقا اور اس لئے کسی مصلح کی جماعت نے ایسی فدائیت نہیں دکھائی جیسے ہمارے آں حضرت کے صحابہؓ نے۔ چنانچہ بخاری شریف میں صلح حدیبیہ کے واقعات میں مسوّر ابن مخرمہ کی روایت ہے کہ جب آپ حدیبیہ میں ٹھیرے ہوئے تھے تو میں نے دیکھا کہ رسول اللہ تھوکتے تھے تو صحابہ اچک کر آپؐ کا تھوک اپنے منہ اور ہاتھوں پر مل لیتے تھے۔ اور جب آپ وضو کرنے لگتے تو وضو کے بچے ہوئے پانی کے پینے کے لئے اس قدر لڑتے کہ گویا ایک دوسرے کو قتل کر دیں گے۔ اور جب آپ کوئی حکم دیتے تھے تو ایک دوسرے کے آگے بڑھکر اسکی تعمیل کرتے۔ اور جب آپ بولنے لگتے تو سب اپنی آوازوں کو نیچا کر لیتے۔ اور صحابہ رضہ کے اس اخلاص اور محبت کا ان ایلچیوں پر جو گفتگو کے لئے آئے تھے ایسا اثر پڑا۔ کہ انہوں نے اپنی قوم کو واپس جا کر اس بات پر آمادہ کیا کہ وہ آپ کی مخالفت سے باز آجائیں۔

اسی طرح بخاری میں لکھا ہے کہ جنگ اُحد پر جانیکے متعلق جب آپ نے انصار سے سوال کیا تو سعد بن عبادہ نے آپ کو جواب دیا یا رسول اللہ کیا آپ سمجھتے ہیں کہ ہم حضرت موسیٰ کے ساتھیوں کی طرح کہدیں گے کہ اذهب انت وربك فقاتلا انا ههنا قاعدون یعنے تو اور تیرا رب جاؤ اور دونوں دشمنوں سے لڑو ہم تو یہیں بیٹھے ہیں بلکہ خدا کی قسم ہم تیرے آگے بھی اور پیچھے بھی اور دائیں بھی اور بائیں بھی تیرے دشمنوں سے مقابلہ کریں گے۔ اے چشم بصیرت رکھنے والو۔ اے فہیم دل رکھنے والو خدارا ذرا اس جواب کا اس جواب سے مقابلہ تو کرو۔ جو حضرت موسیٰ کو انکی اُمّت نے دیا اور اس عمل سے بھی مقابلہ کرو۔ جو حواریوں سے حضرت مسیح کے گرفتار ہونے کے وقت سرزد ہوا۔ اور پھر بتاؤ کہ کیا اس قربانی اس فدائیّت سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ ہمارا رسول ایسے اخلاق کہتا تھا کہ جنکی نظیر دنیاوی بادشاہوں میں تو خیر تلاش کرنی ہی فضول ہے۔ دینی بادشاہوں یعنی نبیوں میں بھی نہیں ملسکتی۔ اور اگر کوئی نبی ایسے اخلاق رکھتا تو ضرور اس کی امّت بھی اس پر اس طرح فدا ہوتی جسطرح آپ پر۔ مگر اس اخلاق کے مقابلہ کے ساتھ عربوں کی آزادی کو بھی ضرور مدنظر رکھنا چاہئیے۔ اس موقعہ پر میں ایک اور نظیر دینی بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ جس سے مردوں کے علاوہ عورتوں کے اخلاص کا نمونہ بھی ظاہر ہو جائے حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ جاءت هند بنت عتبة فقالت یا رسول اللہ ما کان علی ظهر الارض من اهل خباء احبُّ الیّ ان یذلوا من اهل خبائك ثم ما اصبح الیوم علی ظهر الارض من اهل خباء احبُّ الیّ ان یعز من اهل خبائك یعنے ہند بنت عتبہ آئی اور اس نے حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ روئے زمین پر کوئی خیمہ والا نہ تھا۔ جسکی نسبت میں آپ سے زیادہ ذلت کی خواہشمند ہوں۔ اور اب روئے زمین پر کوئی گھر والا نہیں جسکی نسبت میں آپ کے گھر والوں سے زیادہ عزت کی خواہشمند ہوں۔ اس عورت کیطرف دیکھو یا تو وہ بغض تھا یا ایسی فریفتہ ہو گئی اور اسکی وجہ سوائے ان اخلاق کریمہ اور اس نیکی اور تقوےٰ کے کیا تھی جو آپ میں پائے جاتے تھے۔ اللہ تعالےٰ بھی اسکی یہی وجہ بیان فرماتا ہے۔ چنانچہ قرآن شریف میں لکھا ہے فبما رحمة من اللہ لنت لهم ولو کنت فظا غلیظ القلب لانفضوا من حولك۔ غرض کہ ان اخلاق حسنہ کا ایسا نیک اثر پڑا کہ ایک ایک کرکے تمام عرب قبیلے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے بھلا اس واقعہ کا عمرو بن ہند کے واقعہ سے مقابلہ تو کرکے دیکھو۔ ”ببیں تفاوت راہ از کجا است تا بکجا“۔

رسول کریم کے اخلاق حسنہ کے متعلق آپکی بیوی کی گواہی

اس وقت تک تو میں نے آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اخلاق حسنہ آپ کے صحابہؓ کی فدائیت سے ثابت کیا ہے۔ اب ایک اور طریق سے اس امر پر روشنی ڈالتا ہوں۔ آدمی کا سب سے زیادہ تعلق اپنی بیوی سے ہوتا ہے کیونکہ اس کے پاس روزانہ بہت سا وقت خرچ کرنا پڑتا ہے اور بہت سی ضروریات میں اسکے ساتھ مشارکت اختیار کرنی پڑتی ہے اس لئے یہ تو ممکن ہے کہ انسان باہر لوگوں کے ساتھ تکلف کے ساتھ نیک اخلاق کے ساتھ پیش آسکے اور ایک وقت کے لئے اس گند کو چھپالے۔ جو اس کے اندر پوشیدہ ہو لیکن یہ بات بالکل ناممکن ہے کہ کوئی اپنی برائیوں اور بد خلقیوں کو اپنی بیوی سے پوشیدہ رکھ سکے کیونکہ علاوہ ایک دائمی صحبت اور ہر وقت کے تعلق کے بیوی پر مرد کو کچھ اختیار بھی ہوتا ہے۔ اور اسکی کمزوری سے فائدہ اُٹھا کر وہ اپنی فطری بداخلاقی کا اکثر اوقات اس کے سامنے اظہار کر دیتا ہے۔ پس انسان کے اخلاق کا بہتر سے بہتر گواہ اس کی بیوی ہوتی ہے۔ جس کا تجربہ دوسرے لوگوں کے تجربہ سے بہت زیادہ صحیح مشاہدات پر مبنی ہوتا ہے آں حضرت کے اخلاق کے متعلق جو گواہی حضرت خدیجہ رضہ نے دی ہے وہ آپ کے نیک اخلاق کو ثابت کرنے کے لئے کافی سے زیادہ ہے اور اس کے بعد کسی زاید شہادت کی ضرورت نہیں رہتی۔ حضرت عائشہ رضہ وحی کا ابتداء بیان کرتے ہوئے فرماتی ہیں کہ جب پہلی دفعہ آں حضرت پر وحی نازل ہوئی تو آپ بہت گھبرائے اور غار حرا سے گھر کی طرف لوٹے اور آپ کا دل دھڑک رہا تھا حضرت خدیجہ کے پاس آکر آپ نے فرمایا کہ مجھے کپڑا اوڑھا دو جلد کپڑا اوڑھا دو جس پر آپ پر کپڑا ڈالا گیا یہانتک کہ آپ کا کچھ خوف کم ہوا اور آپ نے سب واقعہ حضرت خدیجہ کو سنایا اور فرمایا کہ مجھے تو اپنی نسبت کچھ خوف پیدا ہو گیا ہے۔ اس بات کو سنکر جو کچھ حضرت خدیجہ نے فرمایا وہ یہ ہے کلّا واللہ ما یخزیك اللہ ابدا انك لتصل الرحم وتحمل الکلّ وتکسب المعدوم وتقری

الضیف وتعین علی نوائب الحق یعنی سُنو جی میں خدا کی قسم کھا کر کہتی ہوں کہ خدا تجھے کبھی ذلیل نہیں کرے گا کیونکہ تو رشتہ داروں کے ساتھ نیک سلوک کرتا ہے اور کمزوروں کا بوجھ اٹھاتا ہے اور تمام وہ نیک اخلاق جو دُنیا سے معدوم ہو چکے ہیں انپر عامل ہے مہمانوں کی خدمت کرتا ہے اور سچّی مصیبتوں پر لوگوں کی مدد کرتا ہے۔ اس کلام کے باقی حصوں پر تو اپنے وقت پر لکھوں گا سردست حضرت خدیجہ کی گواہی کو پیش کرتا ہوں۔ جو آپ نے قسم کھا کر دی ہے یعنی تکسب المعدوم کی گواہی کو کافی تھی لیکن اپنے کلام کو قسم کے ساتھ موکد کر کے بیان فرمایا ہے کہ رسول اللہ میں تمام اخلاق حسنہ پائے جاتے ہیں حتی کہ وہ اخلاق بھی جو اس وقت ملک میں کسی اور آدمی میں نہیں دیکھے جاتے تھے +

یہ گواہی کیسی زبردست اور کیسی صاف ہے اور پھر بیوی کی گواہی اس معاملہ میں جیسا کہ میں پہلے لکھ آیا ہوں نہایت ہی معتبر ہے حضرت خدیجہ فرماتی ہیں کہ کل اخلاق حسنہ جو دُنیا سے معدوم ہو چکے ہیں۔ آپ میں پائے جاتے تھے +

ما الاسلام

(مشکوٰۃ کی پہلی حدیث کا ترجمہ)

بیٹھے ہوئے حضور علیہ السلام تھے
اردگرد چند صحابہؓ کرام تھے
ناگاہ ایک اجنبی بالکل سفید پوش
کالے سیاہ بال ردائے سفر بدوش
آیا اور آکے بیٹھ گیا یوں ادب کے ساتھ
قعدہ میں جیسے رکھتے ہیں زانو پہ اپنے ہاتھ
اور عرض کی حضور ہے اسلام چیز کیا ؟
ادیان باطلہ سے ہے اس کی تمیز کیا ؟
فرمایا یہ کہ تیری شہادت ہو برملا
معبود کوئی بھی نہیں اللہ کے سوا
اور یہ گواہی دو کہ محمدؐ رسول ہے
جو صدا سے لایا وہ دل سے قبول ہے
پھر تو نماز پڑھتا ہے اور زکوٰۃ دے
اور حج خانہ کعبہ بھی کرے جو ہو سکے
کہنے لگا کہ سچ ہے جو فرمایا آپ نے
ایمان کیا ہے یہ بھی مجھے اب بتایئے

تادیب النساء

نماز کی پابندی

عورتیں نماز کی تارک ہیں

بعض احکام شریعت اسلام میں مردوں کے لئے خاص ہیں اور بعض عورتوں کے لئے لیکن عجیب بات ہے کہ اس زمانہ میں بعض احکام جو دونوں گروہوں کے لئے ہیں انہیں بھی ایک خاص گروہ کے لئے سمجھ لیا گیا ہے نماز کا حکم مردوں عورتوں دونوں کے لئے برابر ہے لیکن عورتوں نے یہ خیال کر لیا ہے کہ یہ حکم صرف مردوں کے لئے ہے اور بہت سی عورتیں نماز کی تارک ہیں اگرچہ مرد بھی بہت سے اس حکم کی پابندی سے اپنے آپ کو آزاد جانتے ہیں لیکن عورتوں میں تو غالباً یہ خیال واثق ہو گیا ہے کہ انکے لئے نماز کی پابندی کوئی ضروری حکم نہیں یا وہ اس فرض کو فرض کفایہ خیال کرتی ہیں کہ اگر ایک مرد گھر میں نماز پڑھتا ہے تو وہ کافی ہے +

اگر نماز پڑھتی ہیں تو کیونکر

جو عورتیں نماز پڑھتی بھی ہیں تو عجیب طور سے۔ اکثر تو ایسی ہوتی ہیں کہ کبھی دل چاہا۔ تو نماز پڑھ لی۔ اور جب فرصت نہ ہوئی تو خیر کوئی پروا نہیں بہت بہت سی عورتوں میں یہ مرض ہے کہ وہ اس عذر پر نماز ترک کر دیتی ہیں کہ ہمارے کپڑے پلید ہیں۔ اور بچوں کے پیشاب کر دینے کی وجہ سے ان سے ہم نماز نہیں پڑھ سکتیں لیکن یہ عذر بہت ہی بودا اور کمزور ہے۔ اول تو یہ ایک آسان سا امر ہے کہ وہ دو جوڑے بنا رکھیں۔ ایک جوڑے میں نماز ادا کریں۔ اور دوسرے جوڑے کو عام طور پر استعمال کریں اگر دو جوڑے بنانے کی بھی طاقت نہ ہو تو جس وقت بچہ پیشاب کر دے اسی وقت کپڑا دھو دیں۔ یہ کچھ بڑا کام نہیں ہے اگر سفر میں ہوں یا پانی نہ ملے تو اسی کپڑے سے نماز ادا کر لیں۔ لیکن نماز ترک نہ کریں +

بعض عورتیں اس قسم کی ہیں کہ جو نماز تو باقاعدہ ادا کرتی ہیں لیکن اوقات کی پابندی نہیں کرتیں ظہر کی نماز عصر کے وقت ادا کرتی ہیں۔ اور عصر کی مغرب کے وقت۔ اور اس طرح انھوں نے اوقات نماز ہی کچھ اور بنا لئے ہیں +

بعض ان سے بھی آگے بڑھ گئی ہیں اور وہ الگ الگ نماز ادا کرنا ہی ضروری نہیں سمجھتیں بلکہ ظہر و عصر اور مغرب اور عشاء کی نمازوں کو اکٹھا ملا کر پڑھ لیتی ہیں۔ اور اس طرح شیعوں کی طرح بجائے پانچ وقت کے تین اوقات کی نماز ان کے لئے باقی رہ گئی ہے۔ حالانکہ اس طرح بغیر عذر شرعی کے نماز کا ادا کرنا قطعاً جائز نہیں ہے +

بعض عورتوں میں یہ مرض ہے کہ وہ نماز اکثر بیٹھ کر ادا کرتی ہیں یا اس قدر جلد پڑھتی ہیں کہ وہ نماز ہی نہیں رہتی۔ غرض اس قسم کی بہت سی کمزوریاں ہیں جو عورتوں میں پائی جاتی ہیں۔ جن سے معلوم ہوتا ہے انہیں نماز کی حقیقت ایسی کھول کر نہیں سمجھائی گئی۔ کہ وہ اس کی پابندی کو ضروری امر جانتیں۔ یا ان شرائط کو پورا کرنے کی کوشش کرتیں جو اس کے لئے ضروری ہیں +

اُن کو سمجھانا مردوں کا کام ہے

یہ کام مردوں کا تھا کہ انہیں سمجھاتے۔ کہ نماز کا حکم صرف مردوں کے لئے ہی نہیں بلکہ عورتوں کے لئے بھی ہے اور پھر ساتھ ہی ان کو بتاتے کہ نماز کے اوقات کون سے ہیں۔ اور کس طرح پانچ اوقات میں اپنے اپنے وقت میں نماز کا ادا کرنا ضروری ہے اور ایک وقت نماز کا چھوڑنا بھی نہایت خطرناک اور شریعت کے خلاف ہے۔ وامر اھلک بالصلوٰۃ واصطبر علیھا +

نماز کی ضرورت اور اسکے فوائد

نماز ایک دروازہ ہے جس سے ہو کر انسان خدا تک پہنچ سکتا ہے۔ جو اسکے پڑھنے میں سستی کرتا ہے یا اس کو اپنی پوری شرائط کے ساتھ ادا نہیں کرتا۔ یا اس کا بالکل تارک ہے وہ خدا کے حضور نہیں پہنچ سکتا بلکہ راستہ میں ہی رہ جاتا ہے پس کوشش کرو۔ اور جس طرح بھی ہو سکے اسکے پورا کرنے کیطرف توجہ کرو کیونکہ خدا تعالےٰ کا تعلق کوئی چھوٹا سا انعام نہیں ہے جس طرح عورتیں اپنے سنگار اپنی آرایش اور بناوٹ پر وقت صرف کرتی ہیں۔ اگر اس کا نصف وقت بھی اللہ تعالےٰ کے احکام کے پورا کرنے میں صرف کریں۔ تو اس ذلت و نکبت میں کبھی نہ پڑتیں اگر وہ خدا کی فرمانبردار ہو جائیں تو اللہ تعالےٰ انہیں ہر ایک دکھ اور تکلیف جس میں وہ مبتلا ہیں بچالے +

نمونے منگوالو

ہم تین ہفتہ سے مفت نمونے تقسیم کر رہے ہیں اب یہ آخری بار ہے پس جو صاحب اپنی کسی واقفیت کی جگہ یا اپنے احباب میں جن سے خریداری کی امید ہو سکے نمونہ بھجوانا چاہیں۔ تو بواپسی پورے پتہ اور تعداد پرچہ ہائے مطلوبہ [illegible] منیجر +

تعلم و تعلیم کی ضرورت

مسلمان پہلے کیا تھے

ایک وہ زمانہ تھا کہ مسلمان دُنیا میں علوم کے پھیلانے والے تھے اور ہر ملک میں پہنچکر جہان کو علم کی ترغیب دیتے تھے حتیٰ کہ جو ممالک وحشت و جہالت میں اپنی نظیر آپ تھے انہیں بھی انھوں نے شمع علم روشن کی تھی۔ اور اپنی کوششوں سے ویرانوں کو آباد کر دیا تھا ظلمت کدوں کو جلوہ گاہ نور بنا دیا تھا۔ وہ زمانہ ایسا تھا کہ یورپ تاریکی کے بادلوں میں گھرا ہوُا تھا۔ اور جہل کی بجلیاں اس پر کوند رہی تھیں اور یہ تہذیب و شائستگی کے دعویدار جہالت کی پٹی آنکھوں پر باندھے رسم و رواج کے گڑھوں میں گر رہے تھے۔ اور قتل و خون کا بازار گرم تھا۔ بت پرستی اپنے کمال پر تھی۔ قلب انسانی پر توہمات حکومت کر رہے تھے۔ اور اس کے دماغ پر تخیلات کا بھوت سوار تھا۔ سورج کو دیوتا سمجھتے تھے۔ اور خیال کرتے تھے کہ یہ ایک بڑی دیوی کا بیٹا ہے۔ بڑے بڑے ستارے بھی دیوتا یا دیویاں سمجھے جاتے تھے اور یورپ کے پروہت اپنے سادہ لوح مریدوں کو بتاتے تھے کہ یہ ستارہ عورتیں ہیں اور رات کے وقت سنگار کرکے ظاہر ہوتی ہیں۔ انکی پوجا کیجاتی اور نذریں دیجاتیں۔ اور ان کے خوش کرنے کے لئے اپنے مخالفین کا خون ان کے سامنے گراتے اور اس پر عبادت کرتے۔ اور بعض تو جنت حاصل کرنے کے لئے اپنے آپ کو اس پر قربان کر ڈالتے۔ اور اپنے ہاتھوں سے گلا کاٹ کر مر جاتے۔ اس ظلمت و تاریکی کے زمانہ میں اسلام پیدا ہوُا۔ اور مسلمانوں نے علم کی شمع ہاتھ میں لیکر تمام تنگ و تاریک علاقوں کا دورہ کیا۔ اور جہاں مدتوں تک علم کا ٹمٹماتا ہوُا چراغ بھی نہ جلا تھا۔ وہاں تعلیم کا سورج چڑھا دیا۔ اور جہاں صنعت و حرفت کا ایک چھینٹا بھی نہ پڑا تھا۔ وہاں اس کے دریا بہا دیئے۔ ہسپانیہ میں سے ہوکر تمام یورپ میں مسلمانوں نے علم پھیلایا۔ اسوقت وہاں کی بہت سی قومیں قریباً ننگی پھرتی تھیں۔ مسلمانوں کو دیکھ کر انھوں نے بدن کو پوری طرح ڈھانکنا سیکھا۔ ہندوستان بھی ایک بڑی ترقی کے بعد غفلت کی نیند سو رہا تھا۔ سمندر کے راستہ وہ خدا کے پیام پھیلانے والے یہاں بھی پہنچ گئے اور مردہ دلوں کو زندہ کر دیا۔ اور مٹتی ہوئی صنعتوں کو تازہ کر دیا۔ اسی طرح چین و ایران جنھیں عیش و عشرت کے کیڑے کھوکھلا کر چکے تھے۔ وہاں علم کی بوسیدہ شاخوں کو پھر سبز و شاداب کر دیا۔ اور نہ صرف اس ملک کے علوم کو محفوظ رکھا۔ بلکہ ان پر اور بھی ترقی کی۔ اور تمام دُنیا کے علوم کو جمع کرنے کے علاوہ نئے سے نئے علوم جاری کئے۔ اور مرد تو الگ رہے مسلمانوں کی عورتیں بھی مختلف علوم میں کمال رکھتی ہیں +

اب مسلمان کیا ہیں

مگر افسوس کہ آج وہ زمانہ آگیا ہے کہ باوجود قرآن کریم کے حکم کے اور علم کے حاصل کرنے پر زور دینے کے مسلمان علم کو چھوڑ بیٹھے ہیں۔ اور اسوقت عورتوں میں تو قطعاً علم سے ہی نہیں۔ اور مردوں میں بھی برائے نام باقی رہ گیا ہے یا تو وہ زمانہ تھا کہ علم ایک زیور سمجھا جاتا تھا۔ یا اب یہانتک نوبت پہنچ گئی ہے کہ بعض لوگ عورتوں کو تعلیم دلانی حرام سمجھتے ہیں۔ اور اسے شرافت خاندانی کے خلاف تصوّر کرتے ہیں۔ خود مردوں میں اگر دیکھا جائے۔ تو بمشکل شائد دس فیصدی پڑھے ملیں گے دنیاوی علوم کو چھوڑ کر اگر صرف علوم دینیہ ہی سیکھ لیتے تب بھی بات تھی۔ لیکن انھوں نے دین سیکھا نہ دنیا۔ ذرا گاؤں میں جاکر زمینداروں کو دیکھو تو سہی کہ ان میں سے کتنے پڑھے ہوئے ہیں۔ شائد دو تین سو میں سے ایک نکلے تو نکلے۔ ورنہ اوّل تو امید ہے کہ گاؤں کے گاؤں دیکھتے چلے جاؤ وہاں پڑھے ہوئے آدمیوں کا نام و نشان نہ ملے گا۔

یہ کن لوگوں کا حال ہے

یہ ان لوگوں کا حال ہے جنکی مذہبی کتاب نے علم کے سیکھنے کیلئے نہایت لطیف پیرایوں میں زور دیا تھا۔ اور دلائل کے ساتھ ان کی خوبیوں کو واضح کیا تھا۔ ہاں یہ انھیں لوگوں کا حال ہے جنکو سُنایا گیا کہ ھل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون۔ کیا جو لوگ جانتے ہیں اور جو نہیں جانتے وہ برابر ہوسکتے ہیں یعنی کبھی برابر نہیں ہوسکتے۔ لیکن باوجود اس کے کیا مسلمانوں نے علم کی طرف توجہ کی۔ یہ قرآن شریف اگر سُنتے تو دیکھتے کہ اس میں اللہ تعالےٰ نے کیا لکھا ہے انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء اللہ تعالےٰ سے صرف اس کے عالم بندے ہی ڈرتے ہیں۔ لیکن افسوس کہ علم پڑھنا تو چھوڑا تھا مسلمانوں نے اسکے ساتھ ہی علم کی باتوں کا سُننا بھی چھوڑ دیا ہے پھر وہ اس حکم سے آگاہ ہوتے تو کیونکر؟ اگر سُنتے تو شائد ہدایت پا ہی جاتے +

علم کے بغیر انسان کا دین و دُنیا دونوں برباد ہیں

جو لوگ علم سے بے بہرہ ہوتے ہیں وہ دُنیا میں تو ذلیل ہوتے ہی ہیں۔ کیونکہ غیر اقوام کے مقابلہ میں آکر پیچھے رہجاتے ہیں اور دوسرے ان پر فضیلت لے جاتے ہیں جس طرح اس وقت مسیحی اور اہل ہنود مسلمانوں سے بہت زیادہ ترقی یافتہ ہیں۔ لیکن اس کے ساتھ ان کا دین بھی جاتا رہتا ہے۔ کیونکہ دین کے بچانے کے لئے بھی علم کی ضرورت ہوتی ہے۔ جسے اپنے دین کی واقفیت ہی نہ ہو اُسے ہزاروں قسم کے دھوکے دیئے جاسکتے ہیں۔ اور ایک شریر آدمی اُسے جس طرح چاہے دھوکے میں ڈال سکتا ہے۔ لیکن جو شخص مذہب سے واقف ہو وہ دھوکے میں نہیں آسکتا۔ بلکہ جب اپنے مخالف سے غلط بات سُنیگا فوراً کہہ اُٹھے گا کہ تو جھوٹ بولتا ہے۔ ہمارے مذہب میں تو ایسا نہیں اور اگر ہے تو اس کے یہ معنے ہیں +

علم سیکھنا ہمارا فرض ہے

مسلمانوں کی جہالت سے ہی فائدہ اُٹھا کر مسیحی لوگ طرح طرح کے شبہات میں ڈال کر نادان مسلمانوں کو ورغلا لیتے ہیں اور ان کے دلوں میں شکوک کا بیج بو دیتے ہیں اگر یہ مذہب کا علم رکھتے تو ایسا کیوں ہوتا۔ دنیا ان کے ہاتھوں سے ان کے دُنیا دار لے گئے۔ دین تھا اُسے یورپ کے پادریوں نے لے لیا۔ لیکن اب بھی علم کی طرف توجہ نہیں اور اسکی ضرورت کو محسوس نہیں کرتے۔ اگر اور فرقے توجہ نہ کریں تو ایک حد تک مجبور ہیں۔ مگر تعجب ہے کہ احمدی بھی اب تک توجہ نہیں کرتے۔ حالانکہ علم کے بغیر زندگی بہائم کی زندگی ہے اگر اور کچھ نہیں تو ہر ایک احمدی کو اتنا ضرور پڑھنا چاہیئے کہ جس سے دنیاوی کاروبار چلاسکے اور دین کے اہم مسایل سے کما حقہ واقفیت ہو جاوے۔ اور قرآن شریف تو با ترجمہ پڑھنا ہر مرد و عورت کا فرض ہے۔ میں امید کرتا ہوں کہ احمدی جماعت اس کمی کو پورا کرنے کی طرف جلد توجہ کرے گی۔ ہمارا تو یہ فرض ہے کہ دوسروں کو علم پڑھائیں نہ کہ خود بھی جاہل رہیں +

ہدایت نامہ

"احباب کرام کو یہ خبر دے چکے ہیں۔ کہ چوہدری فتح محمد خان صاحب (انصار اللہ) جو تعلیم الاسلام قادیان کے پُرانے طالبعلم اور عربک ایم اے ہیں۔ اور حضرت اقدس مسیح موعود کی خاص صحبتوں کے تربیت یافتہ ہیں اور جناب خلیفۃ المسیح کے رشتہ دار بھی ہیں اور ان سے دینیات کا بہت سا حصہ سیکھ چکے ہیں اشاعت سلسلہ حقہ کے لئے لنڈن جاتے ہیں۔ ان کو جو ہدایت نامہ حضرت امیر المومنینؓ نے لکھ کر دیا ہے وہ مجھے ملگیا ہے جسے میں بڑی خوشی سے شائع کرتا ہوں تاکہ احباب ان پاک خیالات سے مطلع و متمتع ہوسکیں جو ہمارے پیر و مرشد کے قلب مطہر میں موجزن ہیں۔ ان ہدایات کے پڑھنے سے معلوم ہوگا۔ کہ حضور کن اصول پر کام کرانا چاہتے ہیں۔ اور گورنمنٹ کی خیرخواہی کہاں تک آپ کے دل میں ہے کہ اس کے لئے اپنے مخلصوں کو دُعا کرنے کی تاکید فرماتے ہیں۔ یہ باتیں صرف انھیں لوگوں میں پائی جا سکتی ہیں جو اپنا قول و فعل۔ حرکت و سکون محض اللہ کے لئے کر دیتے ہیں۔ اور جو کچھ کرتے ہیں اسکی رضا کے لئے کرتے ہیں۔" وہو ہذا

(۱) جہانتک ممکن ہو اپنی نیت میں اخلاص پیدا کرتے رہو

(۲) اور اتباع نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم مدنظر ہو۔ اور ہمیشہ رہے +

(۳) استغفار۔ درود۔ اور دُعا کو کبھی ترک نہ کرو +

(۴) نماز کی پابندی رہے +

(۵) شراب۔ سور۔ بدصحبت سے اجتناب ہو +

(۶) جس شہر میں جاؤ۔ جناب الٰہی سے دُعا کرو۔ اللھم ارزقنی جلیسا صالحاً +

(۷) اور یہ دُعا بھی نہ بھولیں۔ اللھم رب السمٰوٰت السبع وما اظللن ورب الارضین السبع وما اقللن ورب الریاح وما ذرین۔ ورب الشیاطین وما اضللن اسئلک خیر ھذہ القریۃ وخیر اھلھا وخیر ما فیھا۔ واعوذ بک من شرھا [illegible] اھلھا وشر ما فیھا۔ اللھم ارزقنا جناھا واعذنا من وباھا اللھم حببنا الی اھلھا وحبب صالحی اھلھا الینا +

(۸) جو شریر اختلاف ڈالتے خطوط لکھتے ہیں۔ ان خطوط کی طرف توجہ نہ کرو۔ اپنے کام سے تعلق ہے۔ دعاؤں اور درود۔ تضرع و زاری خشیۃ اللہ سے غرض ہے +

(۹) باہمی اختلاف سے دور رہنا۔ عفو و عافیت طلب کرتے رہنا۔ استغفار سے کام رکھنا۔ راستہ میں اور وہاں میرے لئے دُعا کرتے رہنا +

(۱۰) انگریزوں کا ہم پر حق ہے۔ انکے باعث اللہ تعالےٰ نے ہم کو امن و امان۔ آرام اور چین بہت دیا۔ ان کیلئے دُعا کرو۔ وہ قائل دُعا ہوں یا نہ ہوں۔ اور انڈین طالبعلم جو وہاں رہتے ہیں۔ انہیں سے جو دہریت کیطرف جارہے ہیں۔ انکے لئے دُعا۔ اگر کوئی ملجاوے تو اس کو حق پہنچا دو +

(۱۱) سورہ والعصر ہمیشہ یاد رکھو +

(۱۲) قرآن شریف۔ بخاری۔ حضرت صاحب کی تصانیف فصل الخطاب۔ الوہیت مسیح۔ نور الدین۔ اگر پاس ہیں تو اچھا ہے۔ وا لا برٹش میوزم میں۔ یا برٹش لائبریری میں ملجائینگی۔ غرض تقویٰ ہے۔ اس کو مدنظر رکھنا۔ اور وہاں ترقی کے لاکھوں سامان ہیں۔ اپنی دلچسپی کے مطابق کوئی ڈگری حاصل کر لینا۔ جو یہاں کام آوے کام سب اللہ تعالےٰ نے کرنے ہیں۔ (نور الدین)

خلیفۃ المسیح کی دُعا

۲۵۔ جون عصر کے درس کے بعد فرمایا۔ میں تو ایسا سخت بیمار ہوگیا۔ کہ پھر اس مقام پر کھڑے ہوکر درس دینے کی امید نہ تھی۔ لیکن خدا تعالےٰ نے مجھ پر خاص فضل کیا جو یہ توفیق عطا فرمائی۔ اس بیماری میں میری ایسی حالت ہوگئی کہ میں نے سمجھا کہ اب خاتمہ ہے۔ اس وقت میں نے ایک دُعا کی جو میں سمجھتا ہوں کہ قبول ہوگئی۔ تم لوگ بھی اگر چاہو تو اپنی اپنی جگہ وضو کرکے دو رکعت نماز پڑھ کر حمد و استغفار کے بعد یہ دُعا مانگو۔ میں نے یوں کی کہ اوّل دو رکعت نماز پڑھی۔ پہلی رکعت میں الحمد کے بعد سورہ والضحیٰ پڑھی اور دوسری رکعت میں الم نشرح۔ یہ ایک جو تفاول تھا +

پھر میں نے ان الفاظ میں حمد الٰہی کی +

لا الہ الا اللہ الحلیم الکریم

لا الہ الا اللہ رب العرش العظیم

لا الہ الا اللہ رب السمٰوٰت والارض ورب العرش الکریم +

پھر میں نے استغفار کیا۔ اسئلک موجبات رحمتک وعزائم مغفرتک والغنیمۃ من کل بر والسلامۃ من کل اثم لا تدع لی ذنبا الا غفرتہ ولا ھما الا فرجتہ ولا حاجۃ ھی لک رضا الا قضیتھا یا ارحم الراحمینؓ بعد اسکے میں نے دُعا کی۔ الٰہی اسلام پر بڑا تبر چل رہا ہے مسلمان اول تو سست دوسرا دین سے بے خبر۔ تیسرے قرآن سے بیخبر رسول کریم کی سوانح عمری سے مولیٰ یہ بے خبر۔ اس لئے دشمن ان کو کھانے لگ گئے۔ تو انمیں ایک آدمی ایسا پیدا کر جس میں قوت جذب (دوسرے کو بلانے کی) ہو۔ قوت جاذبہ کے علاوہ پھر وہ کاہل و سست نہ ہو۔ ہمت بلند رکھتا ہو۔ باوجود قوت جاذبہ اور ہمت بلند کے پھر وہ کمال استقلال رکھتا ہو پھر بڑی دعائیں کرنے والا ہو۔ تیری تمام رضاؤں کو اس نے پورا کیا ہو۔ قرآن مجید اور صحیح احادیث سے باخبر ہو۔ پھر اس کو ایک جماعت بخش۔ اور وہ جماعت ایسی ہو جو نفاق سے پاک ہو۔ انمیں تباغض نہ ہو۔ ان جماعت کے لوگوں میں بھی قوت جذب ہو۔ ہمت بلند ہو۔ استقلال ہو وہ بھی قرآن و احادیث کے واقف ہوں۔ اور اس پر کاربند ہوں۔ ابتلاء تیری ذات پاک سے مقدر ہیں پس ابتلاؤں میں ان کو ثبات عطا فرما۔ ابتلاء ایسے ہوں کہ ما لا طاقۃ لنا نہ ہوں۔ اس شخص اور اس جماعت کی اولاد کو بھی ایسی ہی ترقی دے" +

مجھے یہ ہوا آرہی ہے کہ میری دُعا قبول ہوئی۔ تم بھی اس دُعا میں بہت زور لگاؤ۔ تا انصار اللہ اور حق کے مؤید بنجاؤ۔ تم کلامہ +

سبحان اللہ کیا پاک خیالات ہیں۔ کیا پاک ارادے کیا پاک جذبات ہیں۔ میرے نزدیک تو سلسلہ احمدیہ کے سچے ہونے اور اسکے موجودہ امیر کے عارف باللہ و متبتل الی اللہ ہونیکی یہ بھی ایک بڑی دلیل ہے کہ ایسے کرب کی گھڑیوں میں جب اپنے دم کو دم واپسین سمجھتا ہے تو اپنی اولاد اپنی ذاتی خواہشات سے مطلق منقطع اور بے پروا ہے۔ اور امتی امتی اس کی زبان پر ہے۔ اور اس کی بہبودی کیلئے تڑپ تڑپ کر دعا کر رہا ہے۔ جزاہ اللہ احسن الجزا عنی و عن سائر المسلمین

خطبۂ جمعہ

۲۷ جون کو حضرت امیر نے خطبہ ان اللہ یامر بالعدل والاحسان وایتاء ذی القربیٰ پر پڑھا۔ فرمایا عدل ایک صفت ہے اور بہت بڑی عجیب صفت ہے۔ عدل ہر شخص کو پیارا لگتا ہے اور بہت پیارا لگتا ہے۔ عادل ہر ایک شخص کو پسند ہے اور بہت پسند ہے کانشنس کے طور پر بھی جب آدمی کو ضرورت پڑے اسے عدل بہت پیارا لگتا ہے مگر نہایت تعجب ہے باوجود اسکے کہ عدل نہایت پسندیدہ چیز ہے جب دوسرے کے ساتھ معاملہ پڑے تو انسان عدل بھول جاتا ہے +

عجائبات جو میں نے دُنیا میں دیکھے ہیں۔ انمیں سے ایک یہ بھی ہے کہ بعض لوگ اللہ کو بھی مانتے ہیں اور پھر پتھر کے بُت۔ پانی کے دریا۔ پیپل اور بڑ کے درخت۔ جانوروں میں سانپ اور گائے کی پرستش کرتے ہیں مجھے بڑا تعجب آتا ہے کہ اتنی بڑی عظیم الشان ذات کو چھوڑ کر ادنیٰ چیز کو کیوں اختیار کرتے ہیں۔ اسی طرح عدل کے معاملہ میں بھی (کئی سو تعجب دُنیا میں مجھے ہُوا ہے) ایک تعجب ہے کہ انسان عدل کو اپنے لئے اپنے دوستوں کے لئے اپنے خویش واقارب کے لئے بہت پسند کرتا ہے۔ مگر جب دوسرے کے ساتھ معاملہ پیش آئے پھر عدل کوئی نہیں۔ کسی کا بھائی باوا یا بہن یا ماں یا بیٹی مقدمے میں گرفتار ہو جائے۔ تو وہ کہتا ہے۔ اس سے بڑھ کر میرا کون ہے۔ اسکے چھڑانے کی کوشش میں اگر میری جان بھی جائے تو کوئی بڑی بات نہیں۔ اسوقت بعض لوگ جھوٹی گواہی جعلسازی رشوت دینے تک تیار ہو جاتے ہیں۔ گویا خدا تعالےٰ کے مقابلہ میں کھڑے ہو کر یہ کام کرتے ہیں۔ مگر سوچو جس نے ایسا کیا اس نے عدل نہیں کیا۔ کیونکہ وہ ہمارا رحمٰن ہمارا رحیم ہمارا مالک ہمارا رازق۔ ہمارا ستار العیوب ہے اسکی صفات کو چھوڑ کر کہتا ہے کہ بس جو کچھ ہے میرا ہی بیٹا ہے یا یہ بیوی ہے یا ماں ہے دیکھو وہی عدل جو بڑا پسند تھا۔ اس وقت بھلا دیا۔ یہاں دو لڑکوں میں ایک گیند پر جھگڑا ہو گیا دونوں مجھے عزیز تھے۔ اب میں حیران ہوا۔ کہ کس کو دلاؤں۔ میرے پاس پیسے ہوتے تو میں مدعی کو گیند لے دیتا۔ مگر قدرت کے عجائبات ہیں کہ بعض اوقات نہیں ہوتے۔ ایک نے گواہی دی کہ یہ گیند اس لڑکے کا ہے کیونکہ اس کے لئے ایک شخص نے میرے سامنے امرتسر کے اسٹیشن سے خرید اتھا۔ میں نے کہا سچ کہتے ہو۔ اس نے کہا مجھے جھوٹ بولنے کی کیا ضرورت ہے تب میں نے گیند دوسرے لڑکے کو دلایا۔ تھوڑے دن گذرے تو گواہی دینے والا اس لڑکے کے ساتھ غالباً لڑ پڑا۔ تو یہ راز ظاہر ہوا۔ کہ اس نے جھوٹی گواہی دی تھی دیکھو اس نے عدل نہ کیا۔ اور ظاہرداری کے لئے خدا کو ناراض کر دیا۔ میں نے اس لڑکے کو دیکھا ہے بڑا خوبصورت تھا۔ جان نکل گئی۔ بس یہ انجام ہوتا ہے یاد رکھو ہر بدی کا انجام برا ہوتا ہے۔ جناب الٰہی کا حکم مان لو فرماتے ہیں +

عدل کرو

ہم تمہارے خالق۔ ہم تمہارے مالک۔ رحمٰن رحیم تمہارے ستار تمہارے غفار۔ ہماری بات ماننے میں مضائقہ اور اپنے کسی پیارے کی بات ہو۔ تو جان تک حاضر یہ عدل نہیں +

اسی طرح میں دیکھتا ہوں کہ ہر افسر اپنے ماتحت سے چاہتا ہے کہ جان توڑ کر خدمت کرے۔ میں جو تنخواہ دیتا ہوں تو یہ روپیہ ضائع نہ کرے لیکن آپ جس کا نوکر ہے اس کی نوکری میں اگر جان توڑ کر محنت نہیں کرتا۔ تو یہ عدل نہیں اسوقت ایک بات یاد آگئی۔ کسی امیر کی چوری ہو گئی اور اس چوری کے برآمد کرانے والے کے لئے بڑا انعام مشتہر ہُوا۔ افسر پولیس نے اپنے ماتحتوں کو بُلایا۔ اور کہا تو بھی اب تو عزت کا معاملہ ہے۔ ایک میرا رشتہ دار بھی اسکے ماتحت تھا۔ اس نے مجھے بتایا کہ میں نے ایسی شدید محنت کی کہ مال برآمد کرا لیا۔ مجرموں سے اقرار بھی کروا لیا۔ اس افسر نے ۱۶ روپے جیب سے نکالکر دیئے کہ لے بیٹا تم یہ لو وہ انعام تو خدا جانے کب ملیگا پھر ایک مفصل رپورٹ لکھی جس میں دکھایا کہ کس طرح اس مقدمہ کی تفتیش میں میں نے محنت کی اور بعض اوقات اپنی جان کو خطرے میں ڈالا۔ غرض وہ ساری کارگزاری اس غریب کی اپنی کر کے دکھائی اور انعام خود ہضم کر لیا۔ بلکہ ترقی کی درخواست دی۔ دیکھو ادھر عدل کیلئے کتنا زور دیا کہ میں نے ایسی محنت کی مجھے ترقی ملے وہ انعام ملے۔ اور دوسری طرف کیسی بے انصافی کی کہ اپنے ماتحت کا حق خود ضبط کر لیا +

رات دن میں یہ حال دیکھتا ہوں ایک شخص کے گھر میں بہو آتی ہے وہ اسے نہایت حقیر سمجھتا ہے مگر اپنی لڑکی کے لئے ہرگز یہ گوارا نہیں کرتا کہ کوئی اسے میلی آنکھ سے بھی دیکھے۔ پہرہ داروں کو دیکھا گرم بستر گھر میں موجود سردی کے موسم میں سرد ہوا کی پروا نہ کر کے وہ آدھی رات کو چند ٹکوں کی خاطر خبردار خبردار پکارتا پھرتا ہے مگر جن کو خدا نے ہزاروں روپے دیئے۔ اور عیش و عشرت کے سامان۔ وہ اتنا نہیں کر سکتے۔ کہ پچھلی رات اُٹھ کر تہجد تو درکنار استغفار ہی کریں۔ یہ عدل نہیں +

پس میرے عزیزو! تم خدا کے معاملہ میں مخلوق کے معاملہ میں عدل سے کام لو۔ ایک طرف جناب الٰہی ہیں ایک طرف محمد رسول اللہ ہیں۔ محمد رسول کی دُعائیں اپنے حق میں سنو۔ آپ کا چال چلن سنو۔ پھر یہ کہ آپنے ہمارے لئے کیا کیا اپنے تئیں جان جوکھوں میں ڈالا۔ ایسے مخلص مہربان صلے اللہ علیہ وسلم کی فرمانبرداری اپنے دوست کی فرمانبرداری کے برابر بھی نہ کرو۔ تو کس قدر افسوس کی بات ہے +

بعض تاجروں کو میں نے دیکھا ہے وہ رستے میں چلتے ہیں اور حساب کرتے جاتے ہیں معلوم ہوتا ہے اپنے فکر میں مست ہیں۔ اور یہ خیال نہیں کہ جس نے یہ تمام نعمتیں دیں اس کا شکر بھی واجب ہے دیکھو اس وقت میں کھڑا ہوں۔ اور محض خدا کے فضل سے کھڑا ہوں۔ پرسوں میری ایسی حالت تھی کہ میں سمجھا کہ میرا آخری دم ہے۔ اسی کا فضل ہُوا جو مجھے صحت ہوئی۔ اسی نے مجھے عقل و فراست دی۔ اپنی کتاب کا علم دیا۔ رسولوں کی کتابوں کا فہم دیا۔ اگر یہ انعام ہوتے تو جیسے اور بھنگی ہمارے شہر کے ہیں میں بھی ہو سکتا تھا۔ میں تمہیں کھول کر سُناتا ہوں کہ عدل کرو۔ روپیہ جس آنکھ سے لائے ہو اسی سے ادا کرو۔ مزدور کو مزدوری پسینہ سوکھنے سے پہلے دو۔ خدا کے ساتھ معاملہ صاف رکھو۔ پھر اس سے بڑھ کر حکم دیتا ہے کہ عدل سے بڑھ کر احسان کرو۔ پھر فرماتا ہے احسان میں تو پھر احسان کا خیال آجاتا ہے۔ تم دوسروں سے ایسا سلوک کرو جیسے اپنے بچوں کے ساتھ بدوں خیال کسی بدلے کے کرتے ہیں میرا منشا تمام رکوع کا تھا۔ مگر ضعف غالب ہے اس لئے بیٹھتا ہوں +

دوسرا خطبہ

فرمایا۔ دُعا کے سوا مجھے کوئی بات سمجھ میں نہیں آتی جو بدیوں سے بچائے کامیابی دکھائے۔ ابھی ایک لڑکا تھا۔ اس کو ابھی ہوش ہی تھا۔ کہ میرے پاس لایا گیا۔ بڑے بڑے رنگوں میں اسکے ساتھ میں نے سلوک کیا۔ مجھے بڑے بڑے خیال تھے خدا اسے یہاں پہنچا دے مگر آخر اسے عیسائیوں کا گھر پسند آیا۔ دل جو ہوتے ہیں ان کا نام قلب اسی

کہ بدلتے بستے ہیں اس واسطے میری عرض ہے کہ تم دعاؤں میں لگے رہو تمہارے بھلے کے لئے کہتا ہوں ورنہ میں تو تمہارے سلاموں تمہارے مجلس میں تعظیم کے لئے اُٹھنے کی خواہش نہیں رکھتا۔ اور نہ یہ خواہش کہ مجھے کچھ دو۔ اگر میں تم سے اسباب کا امیدوار ہوں تو میرے جیسا کافر کوئی نہیں۔ اس بڑھاپے تک جس نے دیا اور امید سے زیادہ دیا۔ وہ کیا اب چند روز کے لئے مجھے تمہارا محتاج کرے گا۔ سنو بچے کی شادی تھی میری بیوی نے کہا کچھ جمع ہے۔ تو خیر ورنہ نام نہ لو۔ میں نے کہا خدا کے گھر میں سبھی کچھ ہے۔ آخر بہت جھگڑے کے بعد اُس نے کہا اچھا پھر میں سامان بناتی ہوں۔ میں نے کہا میں تمہیں بھی خدا نہیں بناتا۔ میرے مولیٰ کی قدرت دیکھو کہ شام تک جسقدر سامان کی ضرورت تھی مہیا ہو گیا۔ یہ میں نے کیوں سنایا تا تمہیں حرص پیدا ہو۔ اور تم بھی اپنے مولیٰ پر بھروسہ کرو۔ پھر میری بیوی نے کہا۔ عبدالحی کا مکان الگ بنانا ہے تو اسکے لئے بھی خدا نے ہی سامان کر دیا۔ ان فضلوں کیلئے عدل کا اقتضا ہے کہ میں سارا خدا کا ہی ہو جاؤں۔ تو بھی اسی کے عزت و آبرو بھی اُسی کی۔ میری پہلی شادی جہاں ہوئی وہ مفتی ہمارے شہر کے بڑے معظم و مکرم تھے۔ ایک دن میری بیوی کو کسی نے کہ ٹُو چبارے دی اِٹ وہنی (ڈبہ) جا لگیں۔ مگر کہنے والے نے جھوٹ کہا۔ اللہ تعالےٰ نے مجھ پر بڑے فضل کئے۔ پھر ہمیں ایسے موقعہ پر ناطہ دیا کہ تم تعجب کرو۔ جموں کا رئیس بیمار تھا۔ اس نے بہت دوائیں کیں کچھ فائدہ نہ ہوا۔ تو فقراء کیطرف متوجہ ہوا جب ہندو فقراء سے فائدہ نہ ہوا۔ تو مسلمان فقرا کیطرف توجہ کی۔ اور ان سب فقرا کو بڑا روپیہ دیا۔ ایک میرا دوست جو اس روپے کے خرچ کا آفیسر تھا۔ اس نے ذکر کیا کہ تین لاکھ تو خرچ ہو چکا ہے۔ اب ایک اور فقیر سنا ہے جسے بلانے کیلئے آدمی گیا۔ اور اس کے لئے اتنے ہزار روپے تھے۔ مگر اس کا خط آیا۔ اسمیں لکھا تھا میرا کام تو دعا کرنا ہے۔ دعا جیسی لدھیانہ میں ہو سکتی ہے ویسی کشمیر میں۔ دونوں جگہ کا خدا ایک ہے وہاں آنے کی ضرورت نہیں۔ ہاں ایک بات ہے اگر آپکا رعایا سے اچھا سلوک نہیں تو اسکے افراد بددعائیں دے رہے ہونگے تو میں ایک دعا کر تو اکیلا کر سکتا ہوں۔ باقی رہے روپے۔ سو جب آپنے فقیر سمجھا ہے تو پھر خرچ نہیں ہو سکتا۔ اس آفیسر نے کہا کہ میں نے نہ ایسا آدمی ہندوؤں میں دیکھا ہے نہ مسلمانوں میں۔ میں نے کہا سردار صاحب ایسے آدمیوں کے ساتھ رشتہ ہو تو پھر کیا بات ہے۔ سنو۔ عبدالحی کی ماں اسی بزرگ کی بیٹی ہے خدا تعالےٰ میری خواہشیں تو یوں پوری کرتا ہے اب میں غیر کا محتاج بنوں تو یہ عدل نہیں۔ میں نے نیکوں سے اخلاص کے ساتھ تعلق چاہا تو خدا کو بھی پسند آیا۔ ہمارے گھر میں باغ لگا دیا۔ قرط دیئے۔ عقلمند بھی دیئے۔ اس واسطے میں تمہیں تاکید کرتا ہوں کہ تمہارا اہتمام دعا ہو جائے۔ دُعا بڑی نعمت ہے +

تودیع الاحباب

کل صبح دو آدمی قادیان سے رخصت ہونگے۔ ایک نے لنڈن جانا ہے ایک نے چین میں۔ لنڈن جانے والا دارالابتلا میں جاتا ہے وہاں سؤر کھانے کا بازار گرم ہے شراب زنا کا بازار گرم۔ غرض کئی قسم کے ابتلاء۔ تم سب آگے حکومت کے طور پر۔ کیونکہ میں تمہارا امیر ہوں محبت کے طور پر۔ کیونکہ تمہارا دوست ہوں۔ خوشامد کے طور پر۔ کیونکہ ممکن ہے کہ بعض دوستی کی پروا نہ کرتے ہوں عرض کرتا ہوں کہ دونوں کے لئے بہت بہت دُعا کرو۔ اللہ تعالےٰ محفوظ رکھے۔ کامیاب لائے انکی جان۔ انکے دین انکے اعمال و اقوال کا اللہ تعالےٰ حافظ ہو۔ جہاں تک خدا کے ارادے اور علم میں ہے وہ بہت سی کامیابیوں کے ساتھ واپس آئیں۔ یہ بھی دعا کرو کہ انکی زبان میں برکت ہو کام میں برکت ہو۔ اعمال میں تحریر میں تقریر میں صحبت میں برکت ہو۔ تا کہ انکے سارے اعمال ہمارے امام کے نامۂ اعمال میں لکھے جائیں + دوسرا ہمارا دوست ہے اس کو بڑے مشکلات ہیں۔ جو بظاہر سلجھنے کے قابل نہیں ایک راہ اسکے لئے سوچتا ہوں کہ تم سب اسکے لئے دُعا کرو۔ وہ میرے دلکو چیر کر نہیں دیکھ سکتا کہ اسمیں کیسی محبت ہے خدا اُس کے دین کی حفاظت کرے اولاد کی اصلاح کرے مشکلات کو حل کر دے الجھنوں کو سلجھا دے اور ان دونوں کو مظفر و منصور واپس لائے۔

Digtized by Khilafat Library

قادیان میں مکان بنانے والوں کیلئے ایک موقعہ

بہت سے دوستوں کی خواہش ہے کہ وہ قادیان میں مکان بنائیں۔ لیکن زمین نہ مل سکنے کی وجہ سے اس آرزو کو پورا نہیں کر سکتے اور ہمیشہ حسرت سے اس بات کو دیکھتے ہیں۔ قادیان میں اوّل تو زمین ملتی ہی نہیں اور اگر ملتی ہے تو ایسی دور کہ اس سے مسجد مبارک و حضرت مسیح موعود اور خلیفۃ المسیح کے مکانوں سے دوری ہوتی ہے جسے بہت سے دوست پسند نہیں کرتے۔ اب ایک زمین ایک دوست نے ایک دینی کام کے لئے دی ہے جو حضرت مسیح موعود کے مکان اور مدرسہ کی عمارت کے قریباً نصف میں ہے۔ گاؤں کے ساتھ ملتی ہے ۲۸ مرلہ زمین ہے اور بیس روپیہ فی مرلہ کے حساب سے کم قیمت لیجائیگی۔ اس زمین میں چار مکان عمدہ طور سے بن سکتے ہیں جو صاحب اس موقع سے فائدہ اُٹھانا چاہیں مفصلہ ذیل پتہ پر درخواستیں ارسال فرماویں +

مینجر الفضل قادیان دارالامان ضلع گورداسپور پنجاب